وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ وفاق المدارس ملتان

جلد نمبر ۲۵ شمارہ ۲ صفر المظفر ۱۴۴۸ھ اگست ۲۰۲۶ء

بیاد

شمس العلماء
حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء
حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

محدث العصر
حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مفکر اسلام
حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

جامع المعقول والمنقول
حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس المحدثین
حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

استاذ المحدثین
حضرت مولانا عبد الرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق حقانی مدظلہم
سینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر اعلیٰ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر

مولانا محمد احمد حافظ

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

فون نمبر 061-6514525-6514526-27 فیکس نمبر 061-6539485
Email:wifaqulmadaris@gmisl.com web:www.wifaqulmadaris.org

ناشر: حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری ◉ مطبع: اقرا اختر پرنٹنگ پریس پرانی غلہ منڈی بوہڑ گیٹ ملتان
شائع کردہ مرکزی دفتر وفاق المدارس العربیہ گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

كلمة المدير

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی تشکیلِ جدید

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

تمام حمد وثنا اللہ بزرگ وبرتر کے لیے ہے، دُرود وسلام ہو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کی پاکیزہ آل پر اور آپ کے جاں نثار صحابہ پر!۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی خدمات، اس کی تگ وتاز، اس کے مقاصد بارے کچھ کہنا سورج کو چراغ دِکھانے کے مترادف ہے۔ یہ بے مثال ادارہ حقیقتاً اہل دین کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کے سائبان تلے دینی علوم وفنون کے تعلیم وتعلم، حفاظت اور نشر واشاعت کا جو عظیم الشان عمل انجام دیا جا رہا ہے؛ اس کی مثال پوری دنیا میں نہیں ملتی۔ اس بات پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ وفاق المدارس العربیہ کا انتظام وانصرام ہمیشہ ایسے ہاتھوں میں رہا ہے جن کے اخلاص وتقویٰ، امانت ودیانت اور اصابت رائے کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔

وفاق المدارس العربیہ کا اپنا ایک دستور ومنشور اور مستحکم مشاورتی نظام ہے؛ اور اسی کے مطابق وفاق کی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔ اسی دستور کے مطابق وفاق المدارس العربیہ کی مرکزی قیادت پانچ برس کے لیے منتخب کی جاتی ہے۔

الحمدللہ...... اللہ ربّ العزت کے فضل وکرم سے ۱۶؍محرم الحرام ۱۴۴۸ھ مطابق ۲؍جولائی ۲۰۲۶ء کو دارالعلوم کراچی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ اور مجلس عمومی کا ایک بھرپور اجلاس منعقد ہوا، اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے دستور کے مطابق آئندہ پانچ سال کے لیے صدر اور ناظم اعلیٰ کا بلا مقابلہ انتخاب ہوا۔

شیخ الاسلام والحدیث حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ دوسری مرتبہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔ حضرت شیخ الاسلام صاحب مدظلہم جیسی عالمگیر علمی ورُوحانی شخصیت کا صدرِ وفاق منتخب ہونا بجائے خود وفاق المدارس جیسے ادارے کے لیے طرّہ امتیاز ہے۔ حضرت شیخ الاسلام صاحب دامت برکاتہم کا گزشتہ دورِ صدارت اس لحاظ سے اہمیت کا حامل رہا ہے کہ آپ کے دورِ صدارت کے دوران وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو توڑنے اور اس کے حصے بخرے کرنے کی زوردار اور سنجیدہ کوششیں ہوئیں، ان معاندانہ کوششوں کے مقابل آپ ہی کی شخصیت سدِّ راہ بنی، اور آج وفاق المدارس العربیہ پاکستان پوری آب وتاب سے آسمان علم پر جگمگاتا نظر آرہا ہے۔

ترجمان مدارس دینیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم العالیہ مسلسل ساتویں بار وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے ہیں۔ یہ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب مدظلہم کے اُس مخلصانہ اُجلے تاریخی

کردار کی سچائی پر مہر ہے جو آپ نے دینی مدارس کے تحفظ وبقا کے لیے ادا کیا ہے۔ بیسیوں مرتبہ وفاق المدارس کو شدید بیرونی دباؤ کا شکار ہونا پڑا، آپ نے اس سب کا نہایت پامردی اور استقامت کے ساتھ مقابلہ کیا، اور وفاق المدارس جیسے عظیم الشان ادارے کے وقار پر کبھی آنچ نہیں آنے دی۔ آپ کے دورِ نظامت میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو جو ترقی وعروج حاصل ہوا؛ اس کی مثال ملنا ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملک بھر کے جید علماء ومشائخ اور اکابر ملت نے آپ کی شخصیت پر کامل اعتماد کیا ہے۔

دستور کے مطابق صدر اور ناظم اعلیٰ کا انتخاب وفاق المدارس العربیہ کی مجلس عمومی کرتی ہے، نومنتخب صدر بعد میں ناظم اعلیٰ کے مشورے سے سرپرست، نائب صدور، صوبائی نظماء اور مجلس عاملہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ ۱۶ر محرم ۱۴۴۸ ہجری کو منعقد ہونے والے اجلاس میں قائد ملت اِسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی صدارت اور نظامت کے لیے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم کے نام پیش کیے۔ تمام شرکاءِ اجلاس نے کھڑے ہوکر والہانہ انداز میں تائید کی اور اپنے بھرپور اعتماد کا مظاہرہ کیا۔

خیال رہے کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے عہدیداروں کا چناؤ کسی لابنگ اور ووٹ کی پرچی کا مرہون منت نہیں ہوتا، نہ ہی عہدوں کے حصول کے لیے دَوڑ دھوپ کی جاتی ہے، بلکہ ایسے کسی بھی عمل کو ناپسندیدہ خیال کیا جاتا ہے۔ انتخاب کا یہ تمام عمل وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ کے مصداق باہمی مشاورت اور فہم وتفہیم کے ذریعے انجام دیا جاتا ہے، چناں چہ اس شورائی نظام کی خیر وبرکت اور حکمت وصحت بھی ادارے پر سایہ فگن رہتی ہے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ایسا ادارہ ہے جو اتحاد اور تنظیم کی عظیم الشان علامت ہونے کے ساتھ ساتھ قومی یکجہتی کا بھی باوقار نشان ہے۔ اس ادارے میں آزاد کشمیر گلگت بلتستان سمیت چاروں صوبوں کی نمائندگی ہوتی ہے اور اس کی قیادت میں سندھی، بلوچی، پنجابی، پختون، ہندکو اور کشمیری علماء یکجان ہوتے ہیں۔ قومی وحدت کا ایسا خوب صورت نظارہ شاید ہی کہیں اور دیکھنے میں آتا ہو۔

الحمدللہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی قیادت میں ہمیشہ ایسی شخصیات رہی ہیں جو اپنی اپنی جگہ علم وعمل میں یکتا ہیں۔ ان میں سے ہر شخصیت اپنے دائرہ اثر میں بے پناہ اہمیت کی حامل ہے۔ وفاق المدارس کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ اس کی قیادت ہمیشہ چنیدہ ومنتخب اہل علم پر مشتمل رہی ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو جن نابغہ روزگار شخصیات کی قیادت میسر رہی ان میں شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ، آیۃ الخیر حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، محدّث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ،

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، رئیس المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ، استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ کے اسماءِ گرامی وفاق المدارس کے تابندہ ودَرخشندہ ماہ ونجوم ہیں۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلسِ عاملہ، مجلسِ شوریٰ ومجلسِ عمومی کے دو روزہ اجلاس کے بعد متفقہ اعلامیہ بھی جاری کیا گیا، جس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے اپنی آئندہ پالیسی، ملی وملکی مسائل میں اپنے موقف اور دینی مدارس کے تحفظ کے لیے دیرینہ موقف کا اعادہ کرتے ہوئے واضح اعلان کیا کہ:

''☆ دینی مدارس کی حریت وآزادی اور نظام ونصاب میں مکمل خود مختاری پر کسی قسم کا سمجھوتہ ممکن نہیں۔ اس سلسلے میں آئین وقانون کے مطابق ذمہ دارانِ وفاق جو کاوشیں کر رہے ہیں، ان کی تائید وتحسین کی گئی، اور اتفاقِ رائے سے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ قانون کے مطابق مدارس کی رجسٹریشن اور ان کے بینک اکاؤنٹس کھلوانے کا مؤثر انتظام کرے، جس کے بغیر مدارسِ دینیہ اپنی خدمات کی شفاف ادائیگی میں سخت مشکلات کا شکار ہیں۔ اس مسئلے کو جتنی جلد حل کیا جائے گا، ملک وملت کے اتحاد اور یکجہتی کے لیے اتنا ہی مؤثر اور مفید ہوگا۔

☆ اس بات کا پوری تاکید سے اعادہ کیا گیا کہ جہاد کے نام پر دہشت گردی کی جو کارروائیاں ملک میں کی جا رہی ہیں، اور جن میں خود مدارسِ دینیہ کے علماء، بے گناہ شہریوں اور افواجِ پاکستان کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، ملک بھر کے علماء اور تمام مکاتبِ فکر کے اہلِ علم ہمیشہ اس کی مذمت کرتے رہے ہیں، اور ہم مدارسِ دینیہ کے منتظمین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی صفوں میں ایسے مفسد عناصر پر کڑی نظر رکھیں جو جمہور علماء کے متفقہ موقف کے خلاف لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ دینی مدارس کے اساتذہ ان عناصر کی حقیقت سے لوگوں کو پوری بصیرت اور وضاحت کے ساتھ آگاہ کریں، جو دراصل نہ صرف ملک وملت بلکہ خود دینی حلقوں اور دینی مدارس کو بدنام کر کے انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

☆ واضح رہے کہ وفاق المدارس کے دو دن جاری رہنے والے اجلاس کے مختلف مراحل میں تعلیمی، امتحانی اور تنظیمی امور سے متعلق متعدد اہم فیصلے کیے گئے۔ اجلاس میں نظامِ امتحانات کو مزید مؤثر، شفاف اور بے ضابطگیوں سے پاک بنانے، مدارس کے تعلیمی ماحول کے تحفظ اور وفاق المدارس کی انتظامی فعالیت کو مزید مضبوط بنانے کے حوالے سے متعدد فیصلوں کی منظوری دی گئی۔ وفاق المدارس کے قائدین نے سالانہ امتحانات کو دو مرحلوں میں منعقد کرنے کا سابقہ فیصلہ واپس لیتے ہوئے طے کیا کہ سالانہ امتحانات حسبِ سابق ایک ہی مرحلے میں منعقد ہوں گے۔ وفاق المدارس کے صوبائی وعلاقائی ذمہ داران اور امتحانی عملے کی تربیت کے لیے باقاعدہ تربیتی پروگرام منعقد کیے جائیں گے، جبکہ مدارس وجامعات کو ہدایت کی گئی کہ امتحانی نگرانی کے لیے صرف تجربہ کار، مستعد، دیانت دار اور اہل

نگران عملہ نامزد کیا جائے۔ اجلاس میں اس امر پر زور دیا گیا کہ وفاق المدارس کا منظور شدہ نصاب مکمل کرانا تمام مدارس کے لیے لازم ہوگا اور کسی مرحلے پر نصاب میں کمی یا اختصار کی اجازت نہیں ہوگی۔

☆اس موقع پر معاشرے کے عام افراد کے لیے دو سالہ ''دراساتِ دینیہ'' کی تعلیم کو آن لائن جاری رکھنے کی بھی منظوری دی گئی۔ اجلاس میں تمام مدارس کو ہدایت کی گئی کہ یکم رجب سے قبل تعلیمی سلسلہ ختم نہ کیا جائے اور نہ ہی ختمِ بخاری یا سالانہ تقریبات منعقد کی جائیں، تاکہ نصاب کی تکمیل اور تعلیمی معیار متاثر نہ ہو۔

☆ فیصلہ کیا گیا کہ ہر صوبے میں اجتماعات منعقد کیے جائیں گے، جن میں مدارس کے کردار و خدمات کو اجاگر کیا جائے گا اور پوزیشن ہولڈر طلبہ و طالبات میں انعامات بھی تقسیم کیے جائیں گے۔ اجلاس میں مدارس کی رجسٹریشن سے متعلق قانون صوبائی سطح پر منظور کرانے کے لیے صوبائی ناظمین کو کوششیں تیز کرنے کی ہدایت کی گئی۔

☆ وفاق المدارس کے قائدین نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ دینی مدارس کے دینی تشخص، مزاج، ماحول اور نظامِ تعلیم میں تبدیلی کے لیے کسی قسم کا بیرونی دباؤ قبول نہیں کیا جائے گا اور مدارس کی دینی شناخت ہر صورت محفوظ رکھی جائے گی۔

☆ مجلسِ عاملہ، مجلسِ شوریٰ اور مجلسِ عمومی نے وفاق المدارس کی موجودہ قیادت اور اکابرِ وفاق کی دینی، تعلیمی اور تنظیمی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا اور آئندہ پانچ سال کے لیے متفقہ طور پر بلا مقابلہ شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ کو صدر اور حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم کو ناظمِ اعلیٰ منتخب کیا۔''

اس اعلامیہ میں اہل مدارس کے لیے وہ راہنما خطوط متعین کر دیے گئے ہیں جن پر چلتے ہوئے دینی مدارس ترقی واستحکام حاصل کر سکتے ہیں۔

بلاشبہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان دینی مدارس کا محافظ و نگران اور پشتیبان ہے۔ یہ وہ خوشنما گلدستہ ہے جس کی خوشبو چہار دانگِ عالم میں مہک رہی ہے، ان شاء اللہ یہ خوشبو ہمیشہ مہکتی رہے گی۔ یہی وہ قیادت ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے وفاق کو آفاق تک پہنچانے میں بنیادی کردار ادا کیا، اسے استحکام بخشا، دینی مدارس کی چوکیداری کی اور ان کے خلاف ہونے والی ہر طرح کی سازشوں کے خلاف سینہ سپر ہو گئے، مدارس کے لیے ڈھال بن گئے، آج الحمدللہ انہی اکابر علماء کی مساعی کی بدولت پاکستان بھر میں دینی مدارس امن و سکون کے ساتھ دینی تعلیمات کا سلسلہ جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' اپنی قیادت کے ساتھ مزید در مزید ترقی کرے۔ (آمین)

خطبہ صدارت

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۱۶ محرم الحرام ۱۴۴۸ھ مطابق ۲ جولائی ۲۰۲۶ء کو دارالعلوم کراچی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ اور مجلس عمومی کا اجلاس منعقد ہوا، اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے دستور کے مطابق آئندہ پانچ سال کے لیے صدر اور ناظم اعلیٰ کا انتخاب ہوا، حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ کا بلا مقابلہ دوسری مرتبہ انتخاب ہوا، حضرت والا مدظلہم نے اجلاس میں جو صدارتی خطاب فرمایا؛ وہ قارئین وفاق کے لیے پیش خدمت ہے۔ (مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علیٰ رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ أجمعین وعلیٰ کل من تبعھم بإحسان الیٰ یوم الدین أما بعد!

حضرات علماء کرام! اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ شرف بخشا کہ آج اس مسجد کی چھت کے نیچے ملک کے طول وعرض سے علماءِ کرام کی اتنی بڑی تعداد یہاں تشریف لائی۔

میں وفاق کے خادم کی حیثیت سے بھی؛ اور دارالعلوم کے خادم کی حیثیت سے بھی آپ حضرات کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ نے جس اہتمام کے ساتھ اس اجلاس کو رونق بخشی؛ اس پر اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔

میں نے اپنے بڑوں سے بارہا یہ گزارش کی تھی کہ میں عمر کی اس منزل میں ہوں کہ جہاں انسان کے قویٰ کمزور ہوجاتے ہیں، لہٰذا وفاق کے لیے کسی ایسے صدر کا انتخاب کیا جائے جو فعال ہو۔ میری یہ گزارش صدقِ دِل کے ساتھ تھی لیکن سب کا جو فیصلہ ہوا؛ وہ آپ کے سامنے ہے۔ میں آپ سے دُعا کا خواستگار ہوں۔ اس عظیم منصب کی جو ذمہ داریاں ہیں، اور اس کے جو تقاضے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انہیں انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین! امید ہے کہ آپ حضرات بندے کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

اس موقعے پر الحمدللہ بہت جامع اور وقیع بیانات ہوئے۔ اس میں وفاق کے بعض شعبوں کے متعلق گفتگو ہوئی اور

آپ حضرات کی تجاویز بھی سامنے آئیں، اِن شاء اللہ اس پر عمل ہوگا۔اس پر مسکِ ختام حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا خطاب ہے؛ جو دِلوں پر نقش کرنے کے لائق ہے۔

میں اس وقت یہ نہیں چاہتا کہ کئی گھنٹوں کی طویل نشست کے بعد آپ کو مزید بیٹھنے پر مجبور کروں، اور آپ کی مزید سمع خراشی کروں، لیکن ۔۔۔امیر مینائی نے کہا تھا:

'امیر جمع ہیں احباب دردِ دل کہہ لے'

تو اس مناسبت سے مختصر طور پر کوشش کرتا ہوں کہ چند گزارشات آپ کی خدمت میں عرض کروں:

پہلی گزارش یہ ہے کہ الحمدللہ؛ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قافلہ ہمت وعزیمت کا حصہ بنایا جو دارالعلوم دیو بند میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت مدنی قدس اللہ اسرارہم کا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے ساتھ جڑنے کی توفیق عطا فرمائی۔یہ ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان ہے۔

پتا نہیں ہم کس گمراہی میں بھٹکے ہوئے ہوتے اگر ان اکابر کا سایہ اور ان کی تعلیمات کا نور اللہ تعالیٰ نے ہمارے اساتذہ کے ذریعے ہم تک نہ پہنچایا ہوتا۔

الحمدللہ یہ بات تو بار بار کہی گئی ہے کہ مدارس اپنی آزادی، خود مختاری کو ہر چیز سے مقدم رکھ کر اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں گے، اور ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا، اور ان شاء اللہ کوئی طاقت مدارسِ دینیہ کو ختم نہیں کرسکتی، لیکن ایک خطرہ خود ہمارے اندر سے ہے اور وہ یہ کہ جب تک ہم خود ٹھیک رہیں گے، اپنے اکابر کے منہج پر رہیں گے، اتباعِ سنت کے منہج پر رہیں گے؛ ان شاء اللہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی، لیکن اگر خدا نہ کرے؛ ہم اس منہج سے ہٹ گئے اور ہمارے اندر اخلاص کے بجائے نام ونمود کا جذبہ پیدا ہوگیا اور ہم اپنی جدوجہد کو جس منزل تک لے جانا چاہتے ہیں؛ اس میں میرا نام ہوجائے، میری شہرت ہوجائے، اور اس کے نتیجے میں ہم اپنی پالیسیاں تبدیل کریں تو پھر یہ ہمارے لیے ہلاکت کا سامان ہوگا:

ما ذئبان جائعان أُرسِلا في غنمٍ بأفسدَ لها من حِرصِ المرءِ على المالِ و الشرفِ لدِينه (ترمذی، کتاب الزہد)

(ترجمہ: دو بھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں پہنچائیں گے جتنا نقصان آدمی کے مال وجاہ کی حرص اس کے دین کو پہنچاتی ہے۔)

جیسا کہ نشان دہی بھی کی گئی کہ بعض جگہ طلبہ کی تعداد بڑھانے کی خاطر بہت سے اقدامات کیے جاتے ہیں۔خدا

کے لیے ہم واپس آئیں اپنے بزرگوں کے اخلاص کی طرف ، اِنابت الی اللہ کی طرف ، رُجوع الی اللہ کی طرف ،تربیت کا اہتمام کریں۔ مجھ سے پہلے بھی حضرات نے اس پر گفتگو کی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور آخر میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے جس بات کا اعلان فرمایا یا جس کو انتہائی مدلل انداز میں پیش کیا وہ ہمارے مدارسِ دینیہ کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔ یہ بات کہ ہمارے مدرسوں کے اندر داخل ہوکر اس بات کی تبلیغ کی جاتی ہے کہ جتنے اکابر ہیں یہ سب بزدل ہیں ، جتنے اکابر ہیں جنہوں نے فتوے دیئے تھے، مولانا نے جامعہ اشرفیہ کے فتوے کا حوالہ دیا جس میں سارے ملک کے اکابر جمع تھے، تو ان سب اکابر کو کسی معتبر خانے میں ڈالنے کے لیے تیار نہیں، وہ ان کے فتووں کو خاک میں ملانے کے لئے تیار ہیں۔

یہ جو اکابر تھے؛ جنہوں نے فتوے دیے تھے، یہ بزدل تھے؟ ، مداہن تھے؟ ان کو جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت معلوم نہیں تھی؟ ، یہ مداہنت کے ساتھ حکومت کے ساتھ تائید کرنے کے لئے انہوں نے یہ کام کیے تھے؟ ۔ یہ باتیں ہمارے طلبہ کو، ہمارے اساتذہ کو درس میں پھیلائی جارہی ہیں، اگر ہم نے اس فتنے کو نہ روکا اور اس فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ نہ کیا جیسا کہ حضرت مولانا نے فرمایا تو یقین جانیے کہ ہم اپنے مدارس کے لیے خودکشی کا سبب بنیں گے۔

اس کو آج جس طرح مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے متوجہ کیا ہے ہر مدرسے کا مہتمم اور مدرس اس کو اپنے لوحِ دِل پر نقش کرے اور اس فتنے کا سدّ باب کرے۔

میں جانتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی بات کرنا بعض اوقات خود اپنی جان کو خطرے میں ڈالنا ہوتا ہے۔ ہمارے کتنے اکابر۔۔۔ مولانا حسن جان صاحب، مولانا ادریس صاحب حال ہی میں شہید ہوئے، وہ کس لئے شہید کیے گئے؟ مولانا فضل الرحمٰن صاحب پر کتنے حملے ہوئے؟ مجھ پر حملہ ہوا لیکن اگر ہم ان حملوں کے خوف سے حق کو چھپا کر بیٹھ جائیں گے تو یہ بدترین مداہنت ہوگی۔

میرے پہلے استاد جن سے میں نے نورانی قاعدہ پڑھنا شروع کیا وہ شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تھے، وہ ایک بات فرمایا کرتے تھے کہ کسی موقع پر عوام کی ملامت کو مول لے لینا یہ زیادہ بہادری ہوتی ہے حکومت کے مخالفت کرنے سے، یعنی حکومت کی مخالفت کرکے آدمی بعض اوقات ''مجاہد'' کہلاتا ہے، اس کی بہادری کے چرچے ہوتے ہیں، اور جو صرف حکمتِ اسلامی کے تحت اگر کسی جگہ وہ موافقت کر رہا ہے تو لوگ اس پر گندے انڈے پھینکتے ہیں۔ تو بعض اوقات بہادری اس میں نہیں ہوتی ، بہادری اس میں ہوتی ہے کہ جو حق بات ہے انسان اس پر ڈٹ جائے اور اس کے اوپر کسی قسم کا سمجھوتا نہ کرے، یہ بھی انہی معاملات میں سے ہے۔ اگر ہمارے مدارس

نے اس خطرے کا سد باب نہ کیا اور جیسا کہ مولانا حنیف صاحب نے بھی فرمایا تھا کہ اپنی درسگاہوں میں لوگوں کا ذہن بنائیں، یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ ان لوگوں نے مدارس کے اندر اس کام کے لئے تشکیلات کی ہوئی ہیں کہ وہ طلبہ کا ذہن بنائیں ،طلبہ کا ذہن خراب کریں، ان تشکیلات کا مقابلہ بھی آپ نے اپنی حکمت سے، اپنے علم سے، معرفت سے اور اکابر کے ارشادات کی روشنی میں کرنا ہے، اگر یہ نہ کیا تو ہم لوگ خود اپنی ہلاکت کا سبب بن سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے، میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا لیکن آپ حضرات سے دعا کا خواستگار ہوں۔ میں اب عمر کے حصے میں پہنچ گیا ہوں میں نے یہ درخواست بھی کی تھی کہ مجھے اس خدمت سے معذور سمجھا جائے لیکن بہرحال بڑوں نے یہ خدمت دی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قبول کرتا ہوں اور ساتھ میں آپ حضرات سے دعا کا خواستگار ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اس کا حق ادا کرنے کی توفیق ادا فرمائے، وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

اللّٰھم صل علٰی سیدنا محمد و علٰی آل سیدنا محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علی آلِ ابراھیم انک حمد مجید، ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین، ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار، ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی قوم الکافرین، اللّٰھم انفعنا بما علمتنا و علمنا ما ینفعنا، اللّٰھم لا تدع لنا ذنبا الا غفرته و لا هما الا فرجته و لا دینا الا قضیته و لا حاجة من حوائج الدنیا و الآخرة الا قضیتها و یسرتها یاارحم الراحمین و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم۔ (ناقل ومرتب: *محمد احمد حافظ*)

خطاب خاص

اجماعی رائے کی اہمیت اور لزوم جماعت

خطاب بموقع اجلاس مجلس شوریٰ وعمومی وفاق المدارس العربیہ پاکستان

قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۱۶ر محرم الحرام ۱۴۴۸ھ مطابق ۲ر جولائی ۲۰۲۶ء کو دارالعلوم کراچی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ اور مجلس عمومی کا تاریخ ساز اجلاس منعقد ہوا، اس موقع پر قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اہم خطاب کیا۔ یہ خطاب اپنے مشمولات کے اعتبار سے نہایت قابل غور وفکر ہے۔ قارئین وفاق المدارس کے مطالعے کے لیے پیش خدمت ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔ امابعد:

گرامیِ قدر جناب صدرِ وفاق، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے عہدے داران، مسئولین اور وفاق المدارس سے وابستہ تمام مدارس کے مندوبین علمائے کرام حضرات!

کلمات تشکر:

آج کے اس اجلاس کی مناسبت سے جتنا کچھ کہنے کی ضرورت تھی، وہ ساری باتیں الحمدللہ ہو چکی ہیں۔ میرا یہ گمان تھا کہ کراچی بہت دُور ہے اور شمالی علاقوں کے لوگ، پنجاب کے شمالی علاقے، خیبر پختونخوا، بلوچستان، اتنے دور سے کوئی معتبر حاضری نہیں ہوگی؛ لیکن ماشاءاللہ آپ نے اس اجلاس کی اہمیت کا جس طرح احساس کیا اور اس احساس کے ساتھ آپ جس بڑی تعداد میں تشریف لائے ہیں، یہ ہمارے حوصلوں کو بلند کرتا ہے۔

جماعت کی اہمیت:

درحقیقت جو ہماری جمعیت ہوتی ہے، ہمارا جو اِکٹھ ہوتا ہے، وہی درحقیقت ہماری قوت ہوتی ہے، اور وہی قوت میدان میں جنگ لڑ رہی ہوتی ہے۔ آپ کے آج کے اس اجتماع سے دنیا کو بھی اور ملک کے اندر اداروں کو بھی یہ پیغام جا رہا ہے کہ پاکستان کے علماء کرام اور بالخصوص وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے وابستہ

مدارس اور اساتذہ کرام مدارس کے معاملے میں کتنے حساس ہیں؟۔آج ہم اکٹھے ہیں لیکن جب ہم یہاں سے رخصت ہوتے ہیں تو ہم دور دراز کے مدرسوں میں جاتے ہیں؛ اگر شہر میں کوئی مدرسہ ہے تو کسی محلے کے اندر یا کسی دیہات میں دور دراز، جب وہ تنہا نظر آتا ہے تو ادارے اس پر دباؤ ڈالتے ہیں، علاقے کا تھانہ دار بھی اپنے تھانیداری دِکھاتا ہے اور اس طرح انفرادی طور پر ہمارے مہتممین حضرات کو دباؤ میں لایا جاتا ہے، لالچ دی جاتی ہے، ترغیبات بھی ہوتی ہیں، ترہیبات بھی ہوتی ہیں اور دھمکایا بھی جاتا ہے؛ تو اس حوالے سے میں تو اپنے دوستوں کو ایک ہی مشورہ دیتا ہوں کہ کوئی بھی سرکاری اہلکار کسی بھی چھوٹے بڑے مدرسے میں جائے اور اس سے کچھ معلومات حاصل کرے یا اس سے کوئی بات چیت کرے یا اس کو دباؤ میں لانے کی کوشش کرے، تو کوئی دوسری بات نہ کرے، اسے کہیں کہ:

''میں وفاق المدارس سے وابستہ ہوں، تمہاری ان تمام باتوں کا جواب آپ کو میری قیادت سے ملے گا، میں اس سے وابستہ ہوں، جو وہ آپ کو جواب دیں گے وہ میرا جواب ہے۔''

خود کبھی ان کے ساتھ الجھنے کی کوشش نہیں ہونی چاہیے۔

لیکن دینِ اسلام جماعت کو، نظم کو، انتہائی اہمیت دیتا ہے۔اَلْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ نظم ایک بڑی اہم چیز ہے۔عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْاِطَاعَةِ جماعت کے ساتھ وابستہ ہونا اس کے نصب العین اور اس کے عقیدے اور نظریے کی اساس پر، اور اس جماعت کی اطاعت کرنا، جماعت کے اداروں کے فیصلوں، اس کے قیادت کے احکامات، اس کی اطاعت کرنا، یہ دونوں لازم قرار دی گئی ہیں۔

انفرادی کے مقابلے میں اجماعی رائے کی اہمیت:

چونکہ یہ علماء کرام کا اجتماع ہے اور ماشاءاللہ ہمارا ہر عالم اپنی ذات میں ایک مجتہد بھی ہوتا ہے؛ اگر ہم میں سے ہر مولوی اپنے مطالعے کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سمجھے کہ جو میں نے سوچا، جو میں نے پڑھا، جو حوالے میرے پاس آ گئے، اب وہی حق ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی اجتماعیت میرے نزدیک اہم نہیں ہے، میرے خیال میں یہ خود شریعت کے اصولوں کے منافی بات ہے۔

جیسا کہ ابھی ناظمِ اعلیٰ صاحب نے آپ کے سامنے وفاق المدارس کی پالیسی واضح کی ہے۔اور ۲۰۱۰ء میں وفاق المدارس سے وابستہ اکابر علماء کرام، ڈیڑھ سو سے زیادہ علماء کرام جب لاہور میں جامعہ اشرفیہ میں اکٹھے ہوئے تھے، اس کا باقاعدہ اعلامیہ تیار کرنے میں ہمیں پوری رات گزارنی پڑی اور اگلے دن اس اعلامیہ پر صبح سے لے کے رات کے گیارہ بجے تک بلا وقفہ اس کے اوپر بحث ہوتی رہی اور پھر آخر وہ اعلامیہ تیار ہوا، یہ علماء کرام کا اعلامیہ تھا۔

ایک مولوی صاحب مجھے ملے، پٹھان مولوی تھا، وہ بہت جہاد کی باتیں کرتا تھا؛ میں نے کہا علماء کرام کی اجماعی رائے آ گئی ہے،تو کہتے ہیں: ''ہاں وہ میں نے پڑھی ہے،لیکن اس میں بحث ہے۔''

میں نے کہا: ''حضرت !اس موقع پر آپ کو یہ بات نہیں کہنی چاہیے،آپ کو یہ بات کہنی چاہیے کہ میں اس سے متفق نہیں ہوں، میرے پاس اپنے دلائل ہیں،لیکن ایک دفعہ جب اجماعی رائے آ گئی تو اس کے بعد میری رائے انفرادی ہے اور میں نے پیروی کرنی ہے اجماعی رائے کی۔'' آپ کو یوں بات کرنی چاہیے!۔

اور یہ بات میں ایک طالب علم کی حیثیت سے،آپ حضرات علمائے کرام ہیں، میں آپ سے روشنی لیتا ہوں، میں ایک طالب علم کے طور پر آپ کی خدمت میں عرض کرر ہا ہوں کہ ہر ملک کے اپنے حالات ہوتے ہیں اور اسلامی دنیا جغرافیائی طور پر منقسم ہے۔ان کی اپنی حکومتیں ہیں، اپنے دستور، اپنے قوانین، اپنے ضابطے، اپنا ایک طرز زندگی ہے، ایک نظام ہے۔سو پاکستان کے علماء نے پاکستان کے اندر اپنے حالات کو سمجھتے ہوئے ان کی مناسبت سے ایک رائے قائم کی ہے اور یہ علمی رائے ہے۔

انسانی طبیعت عافیت چاہتی ہے:

اصل جو طبعی زندگی ہے، جو اللہ رب العزت نے عام انسانی معاشرے کو عطا کی ہے، وہ طبعی زندگی امن اور عافیت کی زندگی ہے،لڑنے اور جھگڑنے کی زندگی اسلام کی طبیعت نہیں ہے۔

اسی لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ، وَ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَاِذَا لَقِیْتُمْ فَاثْبُتُوْا اللہ سے عافیت مانگا کرو اور دشمن کا سامنا کرنے کی خواہش نہ کیا کرو؛ ہاں مقدر ہے، پیش آ گیا معاملہ،تو ڈٹ جاؤ۔

فَاقْتُلُوْا نہیں کہا کہ لڑو،نہیں! ڈٹ جاؤ۔اب ڈٹ جانے کی شکل وصورت کیا ہوگی؟ وہ انہی حالات کے تحت متعین کیا جائے گا کہ ڈٹ جانے کی صورت کیا ہے؟۔سو اس اعتبار سے اگر جہاد کی کوئی جامع تعبیر موجود ہے،تو وہ ہر اس جدو جہد کا نام ہے جو ''اعلائے کلمۃ اللہ'' کیلئے ہے، اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اپنے ماحول میں آپ جو حکمتِ عملی وضع کریں گے، وہی فتویٰ بھی ہوگا، وہی پھر شریعت بھی ہوگی، وہی آپ کا مقصدِ زندگی بھی بن جائے گا۔

اگر جمعیت علمائے اسلام کے پاکستان کے طول وعرض میں، اگر ہم ایک اندازے کے مطابق کہیں، اندازے کے مطابق تو پانچ سے سات لاکھ کے درمیان علماء کرام پر غور ہوگا، اگر اس کے لیے متفقہ رائے یہی ہے، اگر وفاق المدارس العربیہ کا اتنے بڑے علماء کرام کا اجماع، ان علماء واکابر کی رائے بھی یہی ہے،تو پھر پالیسی یہ ہے۔ہاں کسی

عالم دین کی اگر کوئی علمی رائے ہے، سر آنکھوں پہ، اس کی ہم تقصیر اس لیے نہیں کر سکتے کہ وہ بھی بڑے اخلاص کے ساتھ حوالہ کسی شریعت کا دے گا، لیکن ایسی صورت میں وہ بھی فیصلہ کرے گا کہ یہ میری انفرادی رائے ہے لیکن میں اتباع کروں گا اجماع امت کا۔

ملک سے باہر کے کسی مؤقف کی تائید کرنا اور ملک کے اندر وہی پالیسی اختیار کرنا یہ الگ بات ہے:

ملک کے انتظام کے ساتھ لڑنا اور مسلح لڑنا یہ کوئی آسان فیصلے سے نہیں ہوا کرتے؛ اور میں آپ کو ایک اور بات بھی بتا دوں، ہمارے بہت سے بزرگ علماء کرام یہاں ان کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ جی ان کا فتویٰ تھا، جی انہوں نے یہ فرمایا تھا، یہ ان کے، یہ ہمارے پاس کلپ موجود ہیں، یہاں پر بھی اختلاف ہے۔ یقیناً ہم نے افغانستان کے جہاد کی حمایت کی تھی۔ ملک سے باہر کے کسی مؤقف کی تائید کرنا الگ بات ہے، ملک کے اندر وہی پالیسی اختیار کرنا یہ الگ بات ہے۔ ہم فلسطین کی آزادی کی جنگ کو بھی جہاد کہتے ہیں۔ ہم کشمیر کی آزادی کی جنگ کو بھی جہاد کہتے ہیں۔ ہم افغانستان کے اندر سوویت یونین کے خلاف لڑنے والی جنگ کو بھی جہاد کہتے تھے اور اس موقع پر اگر علماء کرام کا کوئی کلپ یا کوئی اس کا کوئی ریکارڈ موجود ہے یا گفتگو موجود ہے یا درسگاہوں میں انہوں نے کوئی بات کی ہے، تو پھر میں گواہ ہوں میں، ذاتی طور پر، میں فضل الرحمن گواہ ہوں کہ ان اکابر کا تعلق بھی جمعیت علماء اسلام سے تھا اور مجھے معلوم ہے کہ ان کی رائے ملک کے لیے وہ نہیں تھی جس کا حوالہ دیا جا رہا ہے، وہی تھی جس کا حوالہ نہیں دیا جا رہا، لہٰذا اس قسم کے حوالے نہ دیئے جائیں ان کے۔ وہ ہمارے ساتھی تھے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ ان میں سے بعض اکابر کی رائے ایک زمانے تک ایک تھی اور پھر جب بدلی اور مجھے کہا گیا کہ:

''فضل الرحمان! یہ مسئلہ اسی طرح ہے جیسے تم کہہ رہے ہو، معاملات خراب ہو رہے ہیں، اس کو سنبھالو۔''

یہ بھی انہی اکابر کا رجوع تھا جس کا اظہار میرے سامنے کیا گیا۔ لہٰذا خدا کے لیے ذرا اس میدان میں اور اس محاذ پر جمعیت علماء اسلام اور وفاق المدارس کو اپنے لئے حجت سمجھو۔

دوسری بات میں علماء کرام کی خدمت میں یہ عرض کرونگا کہ ہمیں یہ مشکل کیوں درپیش ہے؟ ہم چاہتے ہیں ہم قانون کے تابع چلیں، حکومت چاہتی ہے ہمارے مرضی کے مطابق چلو۔ کیوں یہ؟ ہمارے مدرسے سے طلبہ اٹھائے جاتے ہیں اور جب پتہ چلتا ہے تو وہ واقعی ملوث بھی ہوتے ہیں، انٹیلی جینس ہوتی ہے۔ ہمارے مدرسوں میں موجود ہے، ہمیں نہیں پتہ چلتا، ہمارے لباس میں بیٹھے ہوتے ہیں، ایک ایک درسگاہ میں بیٹھے ہوتے ہیں، ایک ایک کمرے کے طالب علم کا اس کو پتہ ہے، یہ چارپائی کس کی ہے، یہ ان کو معلوم ہے؛ یہ بکسا کس کا ہے، یہ اس کو معلوم ہے، اس بکسے کے اندر اگر کوئی کاغذات وغیرہ پڑے ہوئے ہیں، وہ ان کو معلوم ہے، اس کا موبائل اس کو معلوم ہے، موبائل کا

ڈیٹااس کو معلوم ہے، ساری چیزیں اکٹھی کر کے پھر ادارے جا کے وہاں پر حملہ کرتے ہیں۔

اس میں آپ مجھے معاف فرمائیں گے، ناراض نہ ہونا، میں بھی ایک مولوی ہوں اور ایک ناکام قسم کا مدرس بھی ہوں، ایک عرصہ پڑھانے کے بعد پھر جماعتی ذمہ داریاں بڑھ گئیں تو نہیں پورا کر سکا لیکن میں درسگاہوں کو جانتا ہوں، ہمارے ہاں درسگاہوں میں کوئی نہ کوئی مدرس ایسا ہوتا ہے کہ جو طلبہ کو ترغیب دیتا ہے؛ جہاد، لڑنا، مسلح، یہ، وہ، وہ۔۔۔۔۔میں نے خود ایک عالم دین کو ایک زمانے میں اسٹیج پر سنا، حضرت! وہ اس آیت کا استدلال لے رہا ہے: وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ اور کندھے پر رکھو بندوق کو جب تک کہ تمہارے کندھے میں طاقت ہے! یہ کام بتاؤ اس کا ہے؟ طلبہ کو کیا ترغیب دے رہے ہیں اس وقت آپ؟ سو ہمیں ذرا پالیسی بھی دیکھنی چاہیے کہ کیا جو میری رائے ہے، وہ جماعت کی پالیسی ہے؟ وہ وفاق کی پالیسی ہے؟ اگر نہیں ہے، تو پھر مجھے طالب علم کو وہی ترغیب دینی ہوگی، وہی رہنمائی دینی ہوگی جو جماعت کی ہے؛ اور پیچھے الگ تبلیغ، اور تبھی پھر وہ کہتے ہیں: صاحب! یہ باہر والے حضرات بڑے لوگ ہیں اور یہ تو بس سیاسی باتیں کرتے ہیں، اصل مسئلہ یہ مولوی صاحب جو حضرت ہیں، جو درسگاہ میں پڑھا رہا ہے، یہ اصل مسئلہ ہے۔ تو اس پہ عمل کرتا ہے اور مدرسے پر اور وفاق پر اعتماد نہیں کرتا۔

جذبہ اور پالیسی میں سے کسے ترجیح ہوگی؟

سو خدا کے لیے اپنی درسگاہوں پر بھی ذرا نظر رکھیں اور درسگاہوں کو ذرا ان ترغیبات سے پاک کیجئے، ورنہ طالب علم کا ذہن صاف نہیں ہوگا، وہ نوجوان ہے اور نوجوان جذباتی ہوتا ہے؛ لیکن پالیسی اور جذبہ جب آمنے سامنے ہو جائیں، تو پھر وہاں پر عمل پالیسی پہ ہوتا ہے، جذبے پہ نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جذبہ، کوئی شک کر سکتا ہے کہ اس جذبے میں کوئی کھوٹ ہوگی؟ اخلاص کی کوئی کمی ہوگی؟ بڑے سچے جذبے کے ساتھ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرتے ہیں:

''یارسول اللہ! ان منافقین کو میری تلوار کے حوالے کر دو، ان کی گردنیں میں اڑا دوں۔''

اس کے جواب میں جو آپ نے فرمایا کہ: نہیں! کیونکہ بظاہر یہ کلمہ پڑھتے ہیں، لوگ کہیں گے اپنوں کو بھی مار رہے ہیں۔

اب حضرت عمر کا جذبہ اور رسول اللہ کا قول، یہ قول پالیسی ہے اور عمر کے پاس وہ جذبہ ہے؛ جذبے نے پالیسی کی پیروی کی ہے، پالیسی نے جذبے کی پیروی نہیں کی۔ اور ہم نے ان کے نقصانات دیکھے ہیں، اپنے گھر کے نقصانات دیکھے ہیں، کسی پرایوں کے نہیں دیکھے؛ کہ اسٹیٹ کے ساتھ جب ہم، ہمارے پاس قوت نہیں ہے اور بغیر قوت کے ہم

اس قسم کے فیصلے کرتے ہیں، تو وہ چیزیں پھر ہمارے لئے، ہم اس کو استہلاک کہتے ہیں۔ اور پھر قوت کو برقرار رکھیں، ہمارے پاس مدرسے کی قوت ہے۔ خبردار! یہ کمزور نہ ہوجائے، بگڑ نہ جائے، ہمارے پاس مسجد کی قوت ہے، ہمارے پاس تبلیغ کی قوت ہے؛ جو کچھ ہم نے حاصل کیا ہے اور اب تک مستحکم ہے اداروں کی صورت میں، یہ ہاتھ سے نہ چلا جائے۔ یہ کونسے عقل کی بات ہے کہ جو اصل میں ایک ایسا کام شروع کردو کہ پھر اس سے بھی مقصد حاصل نہ ہوجائے اور جو اب تک ہم نے حاصل کئے ہوئے ہیں، وہ بھی ہاتھ سے چلا جائے؟۔

تو اپنے حالات کے مطابق ہمیں ذرا تھوڑا سا اپنے ہاتھوں سے بھی کام لینا چاہیے، اس کے مطابق ہمیں آگے بڑھنا چاہیے۔ جیسے کہ مولانا قاری صاحب نے کہا کہ ایک زمانہ تھا جب چند بزرگوں نے وفاق المدارس کا آغاز کیا اور کچھ مدرسے ان کے ساتھ تھے، یہی صورتحال جمعیتِ علماءِ اسلام کی تھی؛ ابتدا میں صرف مدارس کے کچھ علماء اور طلبہ پر مشتمل علماء کی ایک جماعت تھی، وقت کے ساتھ ساتھ آپ نے کام کیا، کام کیا، چلتے رہے، چلتے رہے اور آج آپ ملک کی ایک ایسی سیاسی قوت بن گئے ہیں یا ایک ایسی تعلیمی قوت بن گئے ہیں کہ اب سرکار ہزار دفعہ سوچتی ہے کہ ان کو ہاتھ ڈالیں گے تو کیسے ڈالیں گے؟۔ لیکن اگر ہم اپنی طاقت سے بڑھ کر آگے جا کر اقدام کرتے ہیں اور ابھی تک ہم اس اقدام کی قوت نہیں رکھتے، تو سوائے استہلاک کے اس کی اور کوئی تعبیر نہیں ہوسکتی۔

اپنی درس گاہوں کا جائزہ لیں:

تو خدا کے لیے اپنی درسگاہوں کو بھی جا کر دیکھ لیں، ان کو بھی ذرا سمجھائیں، مہتممین حضرات ذرا نگرانی کریں، ہمارے اساتذہ کرام اس حوالے سے کچھ حکمت سے کام لیں اور طلبہ کے سامنے وہی بات کریں جو بزرگوں کا فیصلہ ہو۔ یہ کچھ گزارشات ہیں، آپ یوں سمجھیں کہ یہ کسی اَن پڑھ کی باتیں ہیں جو اس نے ہمارے سامنے کہی ہیں۔ امید رکھتا ہوں کہ کچھ قابلِ غور ہوں گی، اور اگر آپ نے اس پر غور کیا تو ہم بہت سے مقاصد حاصل کرسکیں گے۔ یہ جو سرکار ایک جگہ پر ڈٹی ہوئی ہے اور ایک جگہ پر وہ آگے نہیں بڑھ رہی، وہ ان کی خفیہ رپورٹیں ہیں جو ہمارے مدرسوں کی درسگاہوں سے ان کو مل رہی ہیں۔ مدرسے پر اعتراض نہیں ہے؛ مدرسے کی درسگاہ اور اس کے اندر جو استاذ اور ایک شاگرد پر اعتراض ہے۔ تو پھر ان ساری چیزوں کو ہمیں مدنظر رکھنا چاہیے اور ان پر دھیان دینا چاہیے، ہمیں اپنی قوت کو محفوظ رکھنا ہے، محفوظ رکھ کر طاقتور بنانا ہے، آگے بڑھانا ہے۔

ہندوستان میں کسی زمانے میں تقسیم سے پہلے ایک تجویز کچھ علماءِ بہار نے غالباً تیار کی تھی کہ ہندوستان میں ایک حکومتِ شرعیہ یا عدالتِ شرعیہ قائم کی جائے۔ حضرت شیخ زکریا صاحب رحمہ اللہ نے اس پر مستقل رسالہ لکھا ہے اور اس تجویز سے اختلاف کیا ہے۔ اور اس اختلاف میں جو بنیادی دلیل انہوں نے دی ہے، وہ یہی دی ہے کہ امارتِ

شرعیہ کے قیام کے لئے قوت بمنزلہ رکن کے ہے؛ جب تک آپ کے پاس وہ قوت نہیں ہے، اس قسم کی تجویز جو ہے وہ شاید کامیاب نہ ہو۔تو قوت امارتِ اسلامیہ کے لیے بمنزلہ رکن کے ہے۔وہ قوت پیدا کرنے کی طرف بڑھیں۔شریعت، سیاست، یہ درس کی صورت میں پڑھائیں۔

سیاست شرعیہ پر کتاب کی تجویز:

اب یہاں پر ایک تجویز آئی کہ تاریخ کو نصاب کا حصہ بنانا چاہیے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں تاریخ کا علم ہونا چاہیے، تاریخِ اسلام بھی معلوم ہونی چاہیے؛ لیکن ''السیاسۃ الشرعیۃ والحکومۃ'' کیا یہ امرِ شرعی نہیں ہے؟ کیا تاریخِ اسلام کے پانچ سو سے زیادہ علمائے کرام نے اس پر کتابیں نہیں لکھیں؟ امام محمدؒ، امام غزالی، امام ابن عابدین، ان تمام حضرات نے اس موضوع پر کتابیں نہیں لکھیں؟ اور ہم ایک کتاب سے بھی واقف نہیں ہیں۔اور یہ تو ہماری تاریخِ اسلام کی کتابیں ہیں۔کیا ہمیں اس حوالے سے کوئی تربیتی کورس نہیں کرنے چاہئیں؟ تا کہ ہم کم از کم اپنے نوجوانوں کو، جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں، جب ہم شریعت کی بات کرتے ہیں، ہمارا نصاب شریعت پر ہوتا ہے، ہم شریعت پڑھاتے ہیں؛ اگر آپ کو کل طاقت ملتی ہے اسلامی حکومت کے قیام کی یا سیاسی محاذ پر آپ پارلیمنٹ میں جاتے ہیں یا حکومت میں جاتے ہیں، تو اس کے اندر سیاستِ شرعیہ کے اصول کیا ہیں؟ اس میں توسّعات کیا ہیں؟ کہاں کہاں پر آپ نے کیا کیا پالیسی لینی ہے اور کس طریقے سے آپ نے اس کی تلخیص کرنی ہے، یہ سارے وہ اصول ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو باقاعدہ ہمارے نصاب کا حصہ ہونا چاہیے۔اس پر کتاب پڑھانی چاہیے مدرسوں میں، اگر پورا سال نہیں تو کم از کم چند مہینوں کا کورس ہونا چاہیے اس کے اوپر تا کہ قوانین کا آپ کو پتہ چلے۔اور قوانین کا پتہ چلنے کے بعد جو آپ کو ان کتابوں کا ادراک ہوگا کہ یہ عنوان کن کتابوں سے لیا گیا ہے، تو پھر ان کتابوں کے مطالعے کی استعداد تو آپ کے اندر موجود ہے، لیکن توجہ تو ہونی چاہیے ناں!۔

وفاق المدارس کی صدارت و نظامت کے حوالے سے تجویز:

سو جیسے کہ آپ کو بتایا گیا کہ تنظیم نہیں ہے، اب نئی تنظیم بنے گی۔آج آپ نے اپنے اگلے پانچ سال کے لیے نئی تنظیم بنانی ہے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی۔تو میری تو تجویز یہی ہوگی اور شاید ہمارے عاملہ کی بھی تجویز یہی ہے کہ حضرت شیخ الاسلام صاحب ہی صدارت کے منصب پر فائز رہیں اور مولانا قاری محمد حنیف صاحب، وہ ناظمِ اعلیٰ کے منصب پر فائز رہیں۔اگر آپ کی تائید ہے تو: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا
شاندار ماضی، تابناک حال اور روشن مستقبل

خطاب: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم العالیہ

۱۶ رمحرم الحرام ۱۴۴۸ھ مطابق ۲ رجولائی ۲۰۲۶ء کو دار العلوم کراچی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ اور مجلس عمومی کا تاریخ ساز اجلاس منعقد ہوا، اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے دستور کے مطابق آئندہ پانچ سال کے لیے صدر اور ناظم اعلیٰ کا انتخاب ہوا، ملک بھر سے تشریف لائے چنیدہ ومنتخب جید علماء ومشائخ، شیوخ حدیث وتفسیر اور اہل علم نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم العالیہ کو مسلسل ساتویں بار وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ناظم اعلیٰ منتخب کیا۔ اس موقع پر حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم نے وفاق المدارس کی تاریخ، اہداف ومقاصد، افادیت، چیلنجز، اور دینی مدارس کے تحفظ کے لیے اکابر وفاق کی مساعی پر نہایت شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی۔ یہ اہم خطاب ماہنامہ ''وفاق المدارس'' کے قارئین کے لیے پیش خدمت ہے۔

اَلحمد للہ وحدہٗ والصلاۃ والسلام علی من لا نبي بعدہٗ ولا رسول
بعدہٗ ولا امۃ بعد امتہٖ ولا کتاب بعد کتابہٖ
فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وقال اللہ تبارک وتعالیٰ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وقال اللہ تبارک وتعالیٰ يَرْفَعِ اللهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَات وقال اللہ تبارک وتعالیٰ إِنْ تَنْصُرُوا اللهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ وقال اللہ تبارک وتعالیٰ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْن وقال اللہ تبارک وتعالیٰ كَتَبَ اللهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِيْ۔

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبي الکریم ونحن علیٰ ذٰلک لمن الشاھدین والشاکرین
والحمد للہ رب العالمین

صدرِ اجلاس؛ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ!

وفاق المدارس العربیۃ پاکستان کے سرپرست قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ!

وفاق المدارس العربیۃ پاکستان کے نائب صدرِ اوّل جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم وشیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انوارالحق صاحب دامت برکاتہم العالیۃ!

وفاق المدارس العربیۃ پاکستان کے نائبان صدر، معزز ومحترم ناظمینِ وفاق المدارس، معزز ومحترم اراکین مجلس عاملہ، معزز ومحترم اراکین مجلس شوریٰ وعمومی، معزز ومحترم مسؤلینِ وفاق، قابل صد احترام اربابِ مدارس وجامعات ـ ـ ـ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج بتاریخ ۱۶ رمحرم الحرام سن ۱۴۴۸ ہجری مطابق ۲ رجولائی سن ۲۰۲۶ ء بروز جمعرات عالم اسلام کی عظیم اور مشہور ومعروف دینی درس گاہ جامعہ دارالعلوم کراچی میں وفاق المدارس العربیۃ پاکستان کی مجلس شوریٰ ومجلس عمومی کے مشترکہ اجلاس میں بحیثیت میزبان آپ سب حضرات کو اہلاً وسہلاً مرحبا کہتا ہوں۔

آپ حضرات کا شکرگزار ہوں کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی دعوت پر پاکستان کے چاروں صوبوں سے گرمی کے سخت موسم کے باوجود آپ حضرات سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے اپنی روایات کے مطابق یہاں تشریف لائے۔

دینی مدارس دین کے پہریدار ہیں:

دینی مدارس اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں، دینی مدارس ہمارے عقیدے اور ہمارے دینی علوم کے محافظ ہیں۔ دینی مدارس ہمارے عقائد کے چوکیدار اور پہریدار ہیں۔ دینی مدارس اسلام کے مضبوط قلعے اور ہمارے اکابر کی روایات کے امین ہیں۔ دینی مدارس ہماری شناخت اور پہچان ہیں۔ اپنی بنیادوں کا تحفظ، اپنی شناخت کا تحفظ، اپنی روایات اور تسلسل کا تحفظ، یہ ہماری دینی، شرعی واسلامی ذمہ داری ہے، جو الحمدللہ آپ ادا کررہے ہیں۔ ان مدارس کی برکت سے آج الحمدللہ علوم شرعیہ اپنی اصل اور مکمل شکل میں نہ صرف باقی اور محفوظ ہیں بلکہ ان کی اشاعت بھی مسلسل ہورہی ہے۔ یہ مدارس صرف علم کے مرکز نہیں ہیں، بلکہ یہ تربیت، تزکیہ اور تقویٰ کے مراکز بھی ہیں۔ یہ دینی مدارس دین کے پہریدار ہیں، اور ان مدارس کا پہریدار وفاق المدارس العربیہ پاکستان ہے۔ آپ دین کے چوکیدار ہیں، اور آپ چوکیداروں کا چوکیدار وفاق المدارس العربیہ پاکستان ہے۔

مجھ سے پہلے مجھ سے بہتر حضرات نے بہتر انداز میں وفاق المدارس کا تعارف پیش کردیا۔ میں اختصار کے ساتھ اتنا کہوں گا کہ جس طرح دینی علوم کی بقا اللہ نے مدارس سے وابستہ کردی ہے، اسباب کے درجے میں دینی علوم کے تحفظ اور بقا کا ذریعہ مدارس وجامعات ہیں، اسی طرح مدارس وجامعات کے تحفظ وبقا کا ذریعہ اسباب کے درجے میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان ہے۔ وفاق المدارس وہ چھت ہے جس کے نیچے ہم سب لوگ جمع ہوجاتے

ہیں، اور الحمدللہ اس مجمع میں بہت سے حضرات ایسے ہوں گے جن کی آپس میں ملاقات کئی برسوں کے بعد ہو رہی ہوگی۔ وفاق المدارس کی برکت سے مجھے اور آپ کو اکابر کی زیارت مل رہی ہے۔ ایک دوسرے سے ملاقات کا موقع مل رہا ہے۔ ایک دوسرے کے خیالات سے استفادے کا موقع مل رہا ہے۔ یہ وفاق الحمدللہ ہماری اجتماعیت کا عنوان ہے۔ اکابرین وفاق نے قرآن کی جس آیت کا انتخاب اس کی شناخت اور مونوگرام میں کیا ہے وہ یہ آیت ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کا کیا ہے۔

وفاق المدارس کی بنیاد کیوں رکھی گئی؟

وفاق المدارس کی فکر کا آغاز 1956ء میں ہوا تھا۔ 1956، 1957، 1958؛ تین سال تک اس خیال پر مشاورت ہوتی رہی، اس فکر کا آغاز جامعہ خیر المدارس کی مجلس شوریٰ کے اجلاس سے ہوا۔ کمیٹیاں بنیں، وسعت دی گئی اور 1956، 1957، 1958ء؛ مسلسل تین سال تک اکابر نے مشاورت کی، ملک کے تمام بڑے بڑے جامعات میں اس سلسلے میں اہل علم سے مشاورت کی کہ پاکستان بننے کے بعد اب جو مدارس قائم ہو رہے ہیں؛ ان کی کوئی وحدت ہونی چاہیے، ان کا باہمی نظم ہونا چاہیے، ان کا نصاب تعلیم عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ ان تجاویز پر عمل درآمد کے لیے کمیٹیاں بنیں، مشاورت ہوئی اور بالآخر ۱۹۵۷ء جامعہ خیر المدارس ملتان میں ''وفاق المدارس العربیہ'' کی بنیاد رکھی گئی۔

جن اکابر نے بنیاد رکھی؛ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اور آج پھر اپنے اکابر کی موجودگی میں کہتا ہوں، یہ مبالغہ نہیں ہے واقعہ ہے، حقیقت ہے کہ جن اکابر نے اس وفاق کی بنیاد رکھی تھی ان پر اخلاص کو بھی ناز تھا، تقویٰ کو بھی ناز تھا۔ وہ مجسم اخلاص تھے۔ وہ سراپا تقویٰ تھے۔

وفاق المدارس کی بنیاد رکھنے والی شخصیات کون تھیں؟

اس وفاق کی بنیاد رکھنے والوں میں شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ، میرے جدامجد استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، محدث اعظم حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک) رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ التفسیر امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ وہ اکابر ہیں جن کا نام بھی بغیر وضو کے نہیں لینا چاہیے۔ میں چند ایک کا نام لے سکا،

ایسی بہت سی نابغہ روزگار شخصیات تھیں، شب بیدار شخصیات تھیں، جنہوں نے وفاق المدارس کی بنیاد رکھی، وفاق المدارس کی بنیادوں میں تقویٰ ہے، وفاق المدارس کی بنیادوں میں اخلاص ہے، وفاق المدارس کی بنیادوں میں للّٰہیت ہے، وفاق المدارس کی بنیادوں میں تعلق مع اللہ ہے، وفاق المدارس کی بنیادوں میں اسلاف پر اعتماد ہے۔

وفاق ''آفتاب آمد دلیلِ آفتاب''، کا مصداق ہے:

یہی وجہ ہے کہ وفاق المدارس اس طرح ترقی کر رہا ہے کہ وہ وفاق المدارس جو دورہ حدیث کے امتحان سے شروع ہوا تھا، جس کے پہلے سالانہ امتحان میں شریک طلبہ کی تعداد صرف ایک سو کے قریب تھی، جس کے پہلے امتحان کی رُوداد مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی موجود ہے۔ اور اس میں تحریر فرمایا: ''وفاق المدارس کے فوائد وثمرات من اَجلی البدیہیات ہیں''، اور یہ جملہ لکھا کہ:

''وفاق 'آفتاب آمد دلیل آفتاب' کا مصداق ہے۔''

اور وہ وفاق جو چند مدرسوں اور چند طلبہ سے شروع ہوا؛ آج میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ اس وقت وفاق المدارس سے ملک اور بیرون ملک ملحق مدارس کی تعداد ۲۷۰۰۰ ہزار سے زیادہ ہے۔ ان ۲۷۰۰۰ ہزار سے زائد پڑھنے والے طلبہ وطالبات کی تعداد تیس لاکھ (۳۰۰۰۰۰۰) سے پینتیس لاکھ (۳۵۰۰۰۰۰) تک ہے۔ سال گزشتہ ۱۴۴۷ھ میں جن طلبہ وطالبات نے وفاق کے تحت امتحان دیا؛ ان کی تعداد تقریباً سات لاکھ (۷۰۰۰۰۰) ہے۔ اور ایک سال میں وفاق نے قرآن کے جو حافظ تیار کر کے امت مسلمہ کو دیے ان کی تعداد ایک لاکھ سولہ ہزار (۱۱٦۰۰۰) ہے۔ حفظ کا جو امتحان ذوالقعدہ میں ہوا اس کی تعداد اس میں شامل نہیں ہے۔ یہ تعداد بھی ایک سال کے حفاظ میں آتی ہے۔ الحمدللہ دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے فضلاء کی تعداد پینتالیس ہزار (۴۵۰۰۰) ہے۔

وفاق المدارس آج ایک آفاقی حقیقت بن چکا ہے:

آج وفاق پاکستان سے نکل کر باہر کے ملکوں میں بھی پہنچ گیا ہے، یہ حقیقتاً آفاقی اور عالمی ادارہ بن گیا ہے۔ اس سے ملحق مدارس میں ترکیہ کے مدرسے بھی ہیں، ہانگ کانگ کے مدرسے بھی ہیں، قطر کے مدرسے بھی ہیں، دوبئی کے مدرسے بھی ہیں۔ ساؤتھ افریقہ اور برطانیہ کے مدارس کی بہت بڑی تعداد چاہتی ہیں کہ ہمارا الحاق وفاق سے ہو جائے۔ میں کہتا ہوں کہ دینی مدارس تو ہندوستان میں بھی ہیں، دینی مدارس بنگلہ دیش میں بھی ہیں، دینی مدارس تو افریقہ میں بھی ہیں، دینی مدارس برطانیہ اور امریکہ میں بھی ہیں مگر مدارس کا ایسا وفاق جو کہ تمام مدارس کی ایک متحدہ

آواز ہو یہ پوری دنیائے اسلام صرف میں آپ کے پاکستان میں ہے۔

آپ کا تعلق ایسے وفاق سے ہے جو تاریخ ساز عہد آفریں ہے:

میرے دوستو اور بھائیو! میں اکابر اور آپ کے درمیان زیادہ دیر حائل نہیں رہنا چاہتا، میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ آپ کا تعلق کسی ایسے وفاق سے نہیں ہے جس کی عمر جمعہ جمعہ آٹھ دن ہو، بلکہ آپ اس وفاق سے جڑے ہوئے ہیں اس وفاق سے وابستہ ہیں جو اپنی ایک تاریخ رکھتا ہے، جو ایک تاریخ ساز اور ایک عہد آفریں ادارہ ہے، اور اس وفاق کے ساتھ آپ کا تعلق ہے کہ جس کی بنیادوں میں وہ اکابر اور اسلاف ہیں جو ہمارے لیے معیار ہیں، وہ اکابر او راسلاف ہیں جو ہمارے لیے آئیڈیل، ماڈل اور نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس وفاق سے جوڑا ہے، ہمیں اس پر اللہ کا ہر دم شکر ادا کرنا چاہیے، اس وفاق کی برکت سے ہمیں تحفظ ملا ہے، بقا ملی ہے۔

مدارس کے بارے عالمی ایجنڈا کیا ہے؟

میں ۴۶ ر سال سے حکومت کی ریشہ دوانیوں کا، ان کی سازشوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہوں، میرے یہ اکابر مجھ سے پہلے سے دیکھ رہے ہیں، یہ ملکی ایجنڈا نہیں، یہ عالمی ایجنڈا ہے، عالمی استعمار آپ کے مدرسوں کو ختم کرنا چاہتا ہے، وہ دینی علوم کے سلسلے کو ختم کرنا چاہتا ہے، میں آسان لفظوں میں مختصر لفظوں میں بتایا کرتا ہوں، لوگ پوچھتے ہیں مولانا حکومت کیا چاہتی ہے؟ ارباب اقتدار کیا چاہتے ہیں؟ عالمی طاقتیں کیا چاہتی ہیں؟ اور آپ کیا چاہتے ہیں ؟ تو میں دو جملہ میں جواب دیتا ہوں کہ:

''وہ چاہتے ہیں مدرسہ اسکول بن جائے اور ہم چاہتے ہیں اسکول مدرسہ بن جائے۔''

یہ دولفظی جواب ہے، وہ مدرسے کو اسکول بنانا چاہتے ہیں یعنی وہ چاہتے ہیں کہ قرآن وحدیث کی مضبوط تعلیم ختم ہو جائے، فقہ کی تعلیم ختم ہو جائے، علوم شرعیہ کی تعلیم برائے نام ہو جائے، جامعہ عباسیہ بہاول پور اور جامعہ عثمانیہ اوکاڑہ کی طرز پر مدرسے بن جائیں کہ جہاں قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی تھیں، آج آپ اوکاڑہ جائیں گول چوک کے جامعہ عثمانیہ کو دیکھیں جہاں ایک وقت میں قرآن وحدیث پڑھائے جارہے تھے، آج اس کے کمروں میں سائیکلوں کے گودام بنے ہوئے ہیں، آپ کو اس مدرسے کے اندر کتے پھرتے نظر آئیں گے، آپ کو وہاں تعلیم نظر نہیں آئے گی۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہ مدارس عصری تعلیم کے مراکز بن جائیں، یہاں سے دینی علوم ختم ہو جائیں، اور ہم چاہتے ہیں کہ ملک کا نظام تعلیم تبدیل ہو، ملک کا نصاب تعلیم تبدیل ہو، اور ملک کے آئین اور نظریہ کے مطابق پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے مطابق ملک کا نصاب ونظام تعلیم بنے

اوراس میں ضرورت کے مطابق عصری تعلیم بھی ہو۔

وفاق نے مجھے اور آپ کو تحفظ دیا ہے:

میرے دوستو اور بھائیو! وفاق نے مجھے اور آپ کو تحفظ دیا ہے، آج میں اور آپ جو الحمدللہ اپنے نصابِ تعلیم پر ڈٹے ہوئے ہیں، اپنے نظامِ تعلیم پر قائم ہیں، اپنے نظامِ امتحان پر قائم ہیں؛ اسباب کے درجے میں اللہ کی مدد تو ہے، اللہ ہی کی مدد اصل میں ہے مگر سبب اللہ نے آپ کے ان اکابر اور وفاق کو بنایا ہے، اس کی برکت سے آپ اور میں الحمدللہ محفوظ ہیں، اپنے نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم میں آزاد ہیں، اللہ ہماری اس آزادی کو قائم اور برقرار رکھے آمین!۔

وفاق کی برکت سے ہمیں وحدت ملی ہے، یہ اتفاق کا مظاہرہ یہ وفاق کی برکت سے ہے اور ہمیں وفاق کی برکت سے نصاب تعلیم کی وحدت، نظام تعلیم کی وحدت، نظام امتحان کی وحدت اور ایک دوسرے سے ربط اور جوڑ یہ سب الحمدللہ ہمیں وفاق کی برکت سے ملا ہے۔

وفاق مدارس کے لیے مرکزِ حیات ہے:

اللہ تعالیٰ اس ادارے کو قائم رکھے، اس ادارے کو ہمیشہ سلامت رکھے، اس وفاق المدارس کے ساتھ ہم جڑے رہیں، یہ ہماری زندگی ہے، یہ ہماری حیات ہے اور میں کہا کرتا ہوں کہ ہمارے جسم میں آنکھیں بھی ہیں، ہاتھ پاؤں بھی ہیں، ہماری ٹانگیں بھی ہیں، ہر عضو کی اپنی جگہ اہمیت ہے مگر ہماری زندگی کا مدار یہ ہمارے اعضاء وجوارح نہیں، ہماری زندگی کا مدار قلب اور دل پر ہے۔ تو جس طرح جسم میں دل مرکزِ حیات ہے، معاشرہ اسلامی میں مدرسہ یہ بمنزلِ دل کے ہے اور ان دلوں کا دل وفاق المدارس ہے، اس قلب کا قلب وفاق المدارس ہے۔ میری آپ سے پہلی درخواست یہ ہے۔۔۔ میں آپ سے یہ بات کسی جوشِ خطابت میں نہیں کہہ رہا، میں یہ بات کسی زورِ بیان میں نہیں کہہ رہا، میں اپنی نصف صدی کے قریب آنکھوں دیکھے مشاہدات کی روشنی میں کہہ رہا ہوں کہ دینی علوم اس وقت تک رہیں گے جب تک مدرسہ رہے گا اور مدرسہ اس وقت تک آزاد رہے گا جب تک وفاق المدارس رہے گا۔ اس لیے اپنے مرکز حیات کی حفاظت کریں، اپنی زندگی کے مرکز کی حفاظت فرمائیں۔

میرے ذمے لگایا گیا کہ میں وفاق المدارس کے گذشتہ پانچ سال کے دوران جو اہم فیصلے ہوئے وہ آپ کی خدمت میں بطورِ یاددہانی پیش کروں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام فیصلوں کی بار بار تشہیر ہو چکی ہے۔ ماہ نامہ ”وفاق المدارس“ میں شائع ہو چکے ہیں، آپ کو سوشل میڈیا کے ذریعے، خطوط کے ذریعے بتادیے گئے ہیں اس لیے میں آپ کا وقت بچاتے ہوئے تاکہ اکابر کے بیان ہو سکیں، میں صرف گذشتہ روز کی مجلس عاملہ کے جو اہم فیصلے ہیں وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، یہ فیصلے بھی آپ کی خدمت میں ان شاء اللہ ارسال کردیے جائیں گے۔

گذشتہ روز مجلسِ عاملہ جو تقریباً تیس جید اور ممتاز و منتخب شخصیات پر مشتمل ہے جس میں ان اکابر نے صبح سے شام تک کا وقت دیا اور اہم فیصلے کیے، میں وہ فیصلے آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

وفاق المدارس میں مشاورتی عمل کی اہمیت:

سب سے پہلا فیصلہ جو آپ کے ذہنوں میں سوالِ مقدر ہے، جو آپ کے ذہنوں میں تشویش اور اضطراب پیدا کر رہا تھا، وفاق المدارس مشاورتی ادارہ ہے ہم نے کبھی بھی اپنے فیصلے مدارس پر مسلط کرنے کی کوشش نہیں کی؛ بلکہ آپ کی آراء کو ہمیشہ اہمیت دی ہے اور آپ کے مشوروں کی روشنی میں اپنے فیصلوں پر نظر ثانی بھی کی ہے، اور اپنے فیصلوں کو تبدیل بھی کیا ہے، بعض فیصلے اعلان کرنے کے بعد واپس بھی لیے ہیں، ہمارے ہاں بہت سے ایسے حضرات ہیں جو پہلے مشورے میں شامل ہوتے ہیں بعد میں ان کی رائے بدل جاتی ہے، خود ہماری مجلس عاملہ کے اراکین ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے غور کیا، اپنے مدرسے سے مشورہ کیا؛ لہٰذا اب ہماری رائے یہ ہے۔

میں کل خوش طبعی میں حضرت مولانا سلیمان بنوری صاحب سے عرض کر رہا تھا کہ آپ ہمارے سجدہ سہو بہت کراتے ہیں۔ یہ ماشاءاللہ ہمارے جتنے فیصلے ہوتے ہیں تمام مدارس جامعات اس میں اپنے ہاں جیسے مشورہ کرتے ہیں غور کرتے ہیں، اس طرح الحمدللہ بنوری ٹاؤن بھی ہمارے فیصلوں پر اپنے اجلاس کرتے ہیں، گھنٹوں غور کرتے ہیں، پھر تحریری طور پر ہمیں اپنی آراء دیتے ہیں، بہت سے فیصلوں میں بعد میں ان کے سامنے آتا ہے کہ یہ بات نظر ثانی کے قابل ہے؛ تو ہم اس پر نظر ثانی بھی کرتے ہیں ہم نے کبھی بھی اپنے فیصلوں پر اصرار نہیں کیا۔

امتحانات دو مرحلوں میں لینے کا فیصلہ کالعدم:

ہم نے بہت سی حکمتوں، مصلحتوں اور ضرورتوں کے پیش نظر، مجبوریوں کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم اپنا امتحان اس سال سے دو مرحلوں میں کریں گے، تحتانی درجات کا امتحان پہلے ہفتے میں، فوقانی درجات کا امتحان دوسرے مرحلے میں کریں گے، کیونکہ مسلسل تعداد بڑھ رہی ہے، معیارِ امتحان کو مضبوط اور بلند کرنے کے لیے، اور انتظامی ضرورتوں میں سہولت کے لیے ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا، مگر بہت سے مدارس نے، مسئولین نے، جامعات کے مہتممین نے اور خود ہماری عاملہ کے بعض معزز اراکین نے ہم سے کہا کہ اس میں مشکلات پیش آئیں گی، بہت سے امتحانی مرکز ختم ہو جائیں گے، اور بہت سے مدارس کے طلبہ کو دُور دراز کا سفر کرنا پڑے گا، اور یہ ان کے لیے مشکلات کا باعث بنے گا، مرکز امتحان پر دو ہفتے تک نگرانوں کی مہمان نوازی کا بوجھ پڑے گا، خود وفاق کے اخراجات میں بھی شاید اضافہ ہو جائے، ہمیں اس کی تو فکر نہیں تھی مگر آپ کی مشکلات کا اندازہ تھا، اس لیے ہم نے اپنے اس فیصلے پر نظر ثانی کرتے ہوئے آپ کی آراء کی روشنی میں اس فیصلے کو بدل دیا ہے اور یہ طے کر لیا ہے کہ ان شاءاللہ اس سال بھی

اورآئندہ سالوں میں بھی امتحان حسب سابق ایک ہی مرحلے میں، ایک ہی ہفتے میں تمام درجات کا ہوگا۔

امتحانات میں وفاق کے قواعد کو ہرصورت ملحوظ رکھیں:

یہ ہم نے آپ کی آواز کو سنا ہے، آپ کی آواز کو ہم نے قبول کیا ہے، اور ہم نے یہ فیصلہ کیا لیکن معیار امتحان پر کمزوری نہ آئے، طلبہ محنت کر کے پڑھیں۔ اس کے لیے جب ہم نے آپ کی بات مانی تو آپ ہماری درخواست پر غور کریں کہ اپنے طلبہ کی ذہن سازی کریں کہ وہ محنت کریں، نقل کی کوشش نہ کریں، اگر طلبہ کے درمیان کہیں کثرتِ تعداد کے پیش نظر بالفرض طے کردہ فاصلہ پورا نہ ہو سکے، اگرچہ وفاق نے فاصلہ طے کر دیا ہے کہ آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں جو شریکِ امتحان ہوں گے؛ ان میں کم سے کم تین فٹ کا فاصلہ ہوگا، اور اس کا مربع فٹ بھی طے کر دیا ہے، مگر اس کے باوجود آپ طلبہ کی ذہن سازی کریں۔ جیسے حضرت مولانا عبید اللہ خالد صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ جو طالبعلم نقل کی کوشش کرتا ہے، پکڑا جاتا ہے ہم فوراً اس کو امتحان سے نہیں جامعہ سے نکال دیتے ہیں۔

امانت اور دیانت کا ایک امتحان وفاق لے رہا ہے، ایک امتحان اللہ تعالیٰ لیں گے۔ ایک امتحان فرش پر ہے، ایک امتحان عرش پر ہے، یہاں آپ طلبہ کی ذہن سازی فرمائیں گے کیونکہ یہ طے ہوا ہے کہ اگر کوئی طالب علم قواعد وضوابط امتحان کی خلاف ورزی کرے گا، نقل کرے گا، یا مقطوع اللحیہ ہوگا یا پرائیویٹ ہوگا تو اب صرف اس طالب علم کے بارے میں ضابطے کی کارروائی نہیں ہوگی؛ بلکہ متعلقہ مدرسے سے بھی پوچھا جائے گا اور متعلقہ نگران عملے سے بھی پوچھا جائے گا، نگران عملے سے بھی اس کے بارے میں جواب لیا جائے گا کہ آپ کے مدرسے میں یہ بے ضابطگی کیوں ہوئی ہے؟ اور آپ کے طلبہ نے کیوں کی ہے؟ نگران عملے نے کیوں بے ضابطگی کی ہے؟ اس لیے قواعد و ضوابط کی پابندی کا اہتمام کیا جائے۔

امتحانات میں نگرانی کے لیے ہمیں کس طرح کے اساتذہ درکار ہیں؟

اس کے ساتھ ساتھ کل کے اجلاس میں یہ فیصلہ بھی ہوا کہ ہم آپ سے درخواست کریں کہ وفاق آپ کا نام ہے، وفاق المدارس یہ مدارس کا وفاق ہے، آپ حضرات نگرانی کے لیے ہمیں جو اساتذہ دیتے ہیں وہ وہ نہیں دیتے جن کو نگرانی کا تجربہ ہوتا ہے، جو بہت ہی چاق و چوبند اور بڑے درجے کے استاذ ہوتے ہیں، یہ آپ کا وفاق ہے، آپ سے آئندہ کے لیے درخواست ہے کہ آپ کا الحاق وفاق کے ساتھ کس درجے تک ہے؟ مثلاً آپ کا الحاق عالمیہ تک ہے، یا آپ کا الحاق عالیہ میں ہے، یا آپ کا الحاق ثانیہ خاصہ میں ہے، یا ثانیہ عامہ میں ہے؛ تو جس درجے تک آپ کا الحاق ہے آپ اپنے ہاں کے مدرس جو سبق اس سال میں پڑھا رہا ہو آپ نے اس درجے تک کے استاد دینے ہیں۔ یہ نہیں کہ مدرسہ تو دورہ حدیث تک کا ہے اور ہمیں نگرانی کے لیے صرف وسطانی درجات کے اساتذہ بھیج رہے

ہیں، تحتانی درجات کے بھیج رہے ہیں۔ نہیں! آپ فوقانی درجات کے بھی نگران دیں تاکہ بارُعب شخصیات بھی ہمیں ملیں نوجوان بھی ملیں، بزرگ بھی ملیں، دونوں کا حسین امتزاج ہو اور وفاق کا نظمِ امتحان بہتر ہو سکے۔

پرچوں کی مارکنگ کے لیے جیدالاستعداد اساتذہ کی ضرورت:

اسی طرح آپ ہمیں مارکنگ کے لیے اساتذہ دیتے ہیں جو آکر جوابی کاپیاں چیک کرتے ہیں، اس میں بھی آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنے ذی استعداد اور اپنے ہاں کے بہترین اساتذہ دیں۔ پہلے تو تمام پرچوں کی مارکنگ ملتان میں ہوتی تھی، آپ کے پاس یہ عذر ہوتا تھا کہ کراچی کا، کوئٹہ کا، پشاور کا، مردان کا استاد ملتان جانے کو تیار نہیں ہے، اب تو ہم نے مارکنگ کا نظام پشاور میں بھی قائم کیا ہے، ہم نے کراچی میں بھی قائم کیا ہے، ہم نے کوئٹہ میں بھی مارکنگ کا نظام قائم کر دیا ہے، ملتان میں بھی قائم کر دیا ہے۔ اگرچہ ہمارا انتظامی بوجھ بڑھ گیا، مالیاتی بوجھ بڑھ گیا، آپ کی سہولت کو ہم نے پیش نظر رکھا، تو اب آپ کو چاہیے کہ سندھ کے اندرون کے مدارس، کراچی کے مدارس ہمیں جیداساتذہ امتحانی مارکنگ اور نگرانی کے لیے دیں، اسی طرح بلوچستان کے مدارس کوئٹہ کے لیے دیں، خیبر پختون خوا کشمیر اور گلگت کے مدارس ہمیں پشاور کے لیے دیں، اور پنجاب کے مدارس اپنے جیداستاذ ملتان کے لیے دیں، اس میں آپ ہمارا تعاون فرمائیں تاکہ آپ کے طلبہ کو نظر ثانی کرانے کی بھی ضرورت نہ پڑے، اور مرکز امتحان میں بھی امتحان کا معیار بلند ہو جائے، آپ ہم سے اس سلسلے میں تعاون فرمائیں۔

وفاق المدارس کے تحت عصری تعلیم کے نصاب کی تیاری:

وفاق کے جاری کردہ نصاب کی پابندی کی بات ہو چکی ہے اور وفاق نے جو عصری نصاب بنایا ہے اس عصری نصاب کو آپ پڑھا رہے ہیں۔ الحمدللہ وہ بلوچستان؛ جس کے اکثر مدارس کو تحفظ تھا اب سب سے زیادہ عصری تعلیم اور متوسطہ سال سوم کی تعلیم بلوچستان کے مدارس میں بڑی اہمیت کے ساتھ دی جاری ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اسی طرح انگلش ہے، سائنس ہے، ریاضی ہے، معاشرتی علوم ہے، اب وفاق نے اپنا نصاب بنایا ہے اور اس نصاب کی تدریب بھی ہو رہی ہے۔ ان شاءاللہ حضرت مولانا امداداللہ صاحب نے ناظمین کے مشورے سے وہ مرتب کر لیا ہے، انہوں نے تدریب کا نظام بھی مرتب کر لیا ہے، ان شاءاللہ آپ کے عصری تعلیم کے جو اساتذہ ہیں ان تمام کو ان شاءاللہ وفاق کے نظم کے تحت تدریب دی جائے گی کہ انہوں نے وفاق کی تیار کردہ انگلش کی کتاب کو کیسے پڑھانا ہے؟ ریاضی کو کیسے پڑھانا ہے؟ معاشرتی علوم کو کیسے پڑھانا ہے؟ سائنس کو کیسے پڑھانا ہے؟ اردو کو کیسے پڑھانا ہے؟ الحمدللہ تدریب کا نظم بن گیا ہے اور آنے والے چند دنوں میں چاروں صوبوں میں یہ تدریب کا نظم شروع ہو جائے گا ان شاءاللہ!۔ وفاق متوسطہ سال اول سال دوم کا بھی عصری نصاب تیار کر رہا ہے، ان شاءاللہ اس

سال تک وہ تیار ہو جائے گا، اور آیندہ سال سے کوشش ہے کہ ۱۴۴۹ھ میں سالِ اوّل اور سالِ دوم کا نصاب بھی شروع سال میں مدارس کو دے دیا جائے۔ وفاق پرائمری کا نصاب بھی تیار کر رہا ہے، پھر نویں اور دسویں کا نصاب بھی تیار کر رہا ہے۔ اس نصاب کی باقاعدہ علماء نے نگرانی کی ہے۔ تو میری درخواست ہے کہ اس کو اہمیت کے ساتھ پڑھائیں، تاکہ اس کے اہداف اور مقاصد حاصل ہو سکیں۔

آن لائن تعلیم اور ہماری پالیسی:

ہمارے کئی مدارس میں آن لائن تعلیم کا سلسلہ جاری ہے، آن لائن تعلیم کوئی دیتا ہے دے، وہ دینی خدمت کر رہا ہے، مگر وفاق نے اپنے امتحانی نظام کا اس کو حصہ نہیں بنایا، لہٰذا جو مدارس آن لائن تعلیم دیتے ہیں وہ ان کا امتحان خود لیں، وفاق میں ان طلبہ وطالبات کا داخلہ نہ بھیجیں، البتہ مدارس کی طرف سے یہ تجویز آئی تھی کہ دِراساتِ دِینیہ کا جو دو سالہ مختصر نصاب ہے اس کا تو مقصد ہی مولوی بنانا نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ جو ملازمت پیشہ لوگ ہیں یا دیگر کاموں میں مصروف ہیں؛ انہیں دین کی بنیادی باتیں معلوم ہو جائیں، اس کی آن لائن اجازت دی جائے۔ چنانچہ کل وفاق کی مجلس عاملہ نے دراسات دینیہ کی تعلیم آن لائن دینے کی اجازت دی ہے۔

تدریب المعلمین کا انعقاد:

اس کے علاوہ وفاق نے کل اپنی عاملہ میں یہ بات طے کی ہے، طے تو پہلے سے ہے، دوبارہ اس کا اعادہ کیا ہے کہ ہم اساتذہ کی تربیت ''تدریب المعلمین''، پھر معلمین میں حفظ کے اساتذہ، پھر تحتانی درجات کے اساتذہ اور وسطانی اور فوقانی درجات کے اساتذہ کی تربیت کا نظام ان شاء اللہ قائم کریں گے۔ مجھ جیسے مہتممین کے لیے بھی راہنمائی کا نظام ان شاء اللہ وفاق بنا رہا ہے؛ تاکہ ہمارا انتظامی ڈھانچہ، مالیاتی ڈھانچہ کیسا ہونا چاہیے؟ اس بارے میں بھی ان شاء اللہ وفاق المدارس آپ کی خدمت کرے گا۔

معلمات کی تدریب کا نظم بھی ان شاء اللہ معلمات کے ذریعے باپردہ ماحول میں کیا جائے گا۔ جہاں تک نصاب تعلیم کا تعلق ہے بنین کے حوالے سے نظر ثانی ہو چکی ہے، آیندہ بھی جاری رہے گی، بنات کے نصاب پر نظر ثانی ہو رہی ہے، جن حضرات کی کوئی آراء ہوں تو وہ ضرور پیش فرما دیں۔

وفاق المدارس کے خدام کے لیے مراعات:

اس کے بعد وفاق نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وفاق کی خدمت کرتے ہوئے اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو گیا؛ مثلاً ہمارے وفاق کے کام کے لیے، نگرانی کے لیے جاتے آتے، مارکنگ کے لیے آتے جاتے، یا قیام کے دوران کوئی

ایکسیڈنٹ یا حادثہ ہوگیا تو اس کے تمام علاج معالجے کے اخراجات وفاق ادا کرے گا۔ وفاق کی خدمت کے دوران کوئی انتقال کر گیا تو وفاق اس کے تجہیز وتکفین کا اور اس کی میت کو گھر تک پہنچانے کے اخراجات اور اسی طرح پر اس کا جو حق الخدمت تھا اس میں بھی چار گنا اِضافے کے ساتھ ان شاء اللہ وفاق ان کے ورثا کے ساتھ تھوڑا بہت اپنے تعلق کا اظہار کرے گا۔

وفاق المدارس کے تحت اجتماعات کا انعقاد:

میرے دوستو اور بھائیو! یہ کل کے اہم فیصلے تھے، یہ بھی طے ہوا ہے کہ پورے ملک میں وفاق المدارس کے زیر اہتمام اجتماعات کا انعقاد کیا جائے گا۔ صوبے میں وہاں کے حالات کے مطابق ناظمین متعلقہ حضرات سے مشورہ کر کے یا تو ایک اجتماع کریں گے یا دو کریں گے یا تین کریں گے، عنقریب تاریخوں کا اعلان کر دیا جائے گا ان شاء اللہ!۔

بلوچستان، خیبر پختونخواہ، پنجاب، سندھ، آزاد کشمیر اور گلگت میں وفاق المدارس کے تحت عنقریب اجتماعات کا انعقاد ہوگا، جس میں ہم خود آپ کے پاس آئیں گے۔ اب تو آپ آئے ہیں اور بہت سے نہیں آسکے، مجھے امید ہے کہ ان اجتماعات کو آپ کامیاب کریں گے۔ ان قائدین کو بھی آپ دیکھ رہے ہیں، حضرت مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتہم پیرانہ سالی کے باوجود تشریف لائے، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم؛ ان کی مصروفیات آپ کے سامنے ہیں، حضرت شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی صاحب کی مصروفیات آپ کے سامنے ہیں، یہ جیسے یہاں تشریف فرما ہیں اور ہماری سرپرستی کر رہے ہیں ان شاء اللہ ان تمام اجتماعات میں یہ اکابر بھی تشریف لائیں گے اور آپ کے علاقوں میں ان شاء اللہ آئیں گے۔ عن قریب ان اجتماعات کی تاریخوں کا اعلان کر دیا جائے گا، اور ان کو آپ ان شاء اللہ کامیاب بنائیں گے۔

مدارس کی رجسٹریشن اور ہماری جدوجہد:

آخر میں؛ میں دو تین مسئلوں پر اختصار کے ساتھ بات عرض کر دوں، مدارس کی رجسٹریشن؛ مدارس کی رجسٹریشن ایک عرصے سے معطل ہے اور آپ کو اس کی وجہ سے پریشانی کا سامنا ہے، دو بڑے مسئلے ہیں مدارس کی رجسٹریشن، بینک اکاؤنٹ، یہ آپ کی دو بنیادی پریشانیاں ہیں، جہاں تک رجسٹریشن کا تعلق ہے اس میں تعطل کا سبب، رکاوٹ حکومت ہے ہم لوگ نہیں ہیں، مدارس نہیں ہیں۔ وفاق المدارس کا؛ اتحاد تنظیمات مدارس کا موقف یہ ہے کہ ہمیں رجسٹریشن سے کوئی انکار نہیں ہم رجسٹریشن ملک کے قانون کے مطابق چاہتے ہیں،

فرق کیا ہے؟ ہم چاہتے ہیں ملک کے قانون کے مطابق رجسٹریشن ہواورارباب اقتدار کہتے ہیں ہماری مرضی کے مطابق ہو، یہ فرق ہے۔

آپ کومعلوم ہے کہ ۱۸۶۰ءسوسائٹی ایکٹ یہ عالمی قانون ہے، پھر دوہزار چار میں پانچ سال کے مذاکرات کے نتیجے میں اس ایکٹ میں دفعہ ۲۱ کا اضافہ ہوا تھا، اور وہ پانچ سال کے مذاکرات حکومت سے تمام وفاقوں نے کیے، وہ دفعہ ۲۱ صرف مدارس کی رجسٹریشن کے لیے تھی، اوراس کے بعداس میں ترمیم آئی، جوچھبیسویں آئینی ترمیم کے موقع پر ہوئی، وہ قانون کے طور پر بل کی صورت میں ہوئی، وہ چھبیسویں ترمیم کا حصہ نہیں ہے، مگراس موقع پر ہوئی اور قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خصوصی کوششوں سے ہوئی۔

اس میں کیا ہوا؟اس میں یہ تھا کہ مدرسے کی رجسٹریشن ۱۸۶۰ء کے سوسائٹی ایکٹ کی دفعہ ۲۱ کے تحت ہوگی اور اس میں ایک ترمیم بھی آگئی کہ مدرسہ جب اس قانون کے تحت رجسٹر ہوجائے گا تو پھر وہ باقی ہر قانون سے مستثنیٰ ہوگا، وہ چیریٹی ایکٹ سے مستثنیٰ، وہ اوقاف ایکٹ سے مستثنیٰ، وہ جتنے باقی قوانین ہیں ان سب سے مستثنیٰ ہوگا۔ یہ ترمیم اس میں ہوئی تھی۔اب ہم کہتے ہیں کہ اسی قانون کو جو پارلیمنٹ میں خود حکومت نے بل پیش کیا اور قومی اسمبلی سے متفقہ پاس ہوااور اس میں یہ بھی اختیار دیا گیا کہ چاہے مدرسہ سوسائٹی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہو یا وزارت تعلیم کے تحت رجسٹرڈ ہو۔ جو ان کے بنائے ہوئے بورڈ اوران کے مدرسے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ڈی جی آر ای کے ساتھ رجسٹرڈ ہوں۔

ہمارا موقف تھا کہ سوسائٹی ایکٹ کے تحت رجسٹریشن ہو، اب ہم کہتے ہیں اس قانون کے مطابق کرو وہ کہتے ہیں ہم نے اس قانون کے مطابق نہیں کرنا آپ ہماری مرضی کے مطابق محکمہ تعلیم میں رجسٹریشن کرائیں آپ ہمارے کہنے کے مطابق وہیں پر کرائیں، وہ قانون کی ایک شق جس کا تعلق صرف اسلام آباد سے ہے ابھی تک وہ صوبوں میں نہیں ہوا وہ صوبوں میں بھی مجبور کر رہے ہیں، تنگ کر رہے ہیں کہ رجسٹریشن ڈی جی آر ای کے ساتھ وفاقی وزارتِ تعلیم کے ساتھ رجسٹریشن کراؤ۔

ہم وزارت تعلیم کے تحت رجسٹریشن کیوں نہیں چاہتے؟ یہ بات میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ہم مدرسے کا الحاق چاہتے ہیں، رجسٹریشن چاہتے ہیں، مدرسے کو حکومت کے یا وزارتِ تعلیم کے ماتحت نہیں کرنا چاہتے۔ان کے ساتھ رجسٹریشن کا مطلب اپنی آزادی قربان کرنا ہے، وہ پھرایک نہ ایک وقت میں اپنی مرضی کا نصابِ تعلیم دیں گے، نظام تعلیم دیں گے۔

ہم دینی علوم کو اصل شکل میں برقرار رکھنے کے لیے سب کچھ قربان کر سکتے ہیں:

ہمارا موقف یہ ہے کہ مدارس کی آزادی، خودمختاری، خودداری، حریتِ فکر وعمل کا تحفظ؛ یہ ہماری سب سے بڑی ترجیح ہے، ہم دینی علوم کو اصل شکل میں برقرار رکھنے کے لیے اور دینی تعلیم کے لیے سب کچھ قربان کر سکتے ہیں لیکن ہم اپنی آزادی کو قربان نہیں کر سکتے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ قانون کے مطابق رجسٹریشن کرو، جو قانون اسلام آباد میں پاس ہوا وہی پنجاب اسمبلی سے، بلوچستان اسمبلی سے، خیبر پختونخوا اسمبلی سے، سندھ اسمبلی سے پاس کرایا جائے، وہی گلگت اور آزاد کشمیر کی اسمبلیوں سے منظور کرا جائے تاکہ ملک میں یکساں قانون ہو، ایک ملک میں دو قانون نہ ہوں۔

ہمارا مطالبہ آئینی ہے، ہمارا مطالبہ قانونی ہے، ہمارا مطالبہ اصولی ہے، ہمارا مطالبہ اخلاقی ہے، حکومت کا مدارس کو مجبور کرنا کہ تم وزارت تعلیم سے الحاق کراؤ، ورنہ مدرسہ بند کر دیں گے، غیر قانونی قرار دے دیں گے، یہ مجبور کرنا پٹواریوں کے ذریعے، تھانوں کے ذریعے، اہلکاروں کے ذریعے، ڈی سی اوز کے ذریعے۔۔۔ ہم اس کو رد کر دیں گے، ہم نے اس طرح کے دباؤ کو نہ پہلے قبول کیا ہے نہ آئندہ قبول کریں گے، ہم ہر قربانی دے سکتے ہیں مدارس کی آزادی کی قربانی نہیں دے سکتے۔

ہم اپنے نصابِ تعلیم، نظامِ تعلیم، نظامِ امتحان اور نظامِ مالیات کو صاف وشفاف بنانا چاہتے ہیں، لیکن ہم اس کو کسی کے کنٹرول میں نہیں دے سکتے۔ جہاں جہاں مدرسہ سرکار کے کنٹرول میں گیا وہاں وہاں دینی تعلیم ختم ہوگئی۔ آج اگر یہاں تدیُّن باقی ہے تو وہ انہی مدارس کی برکت سے باقی ہے، اس لیے ہم اپنے موقف پر قائم ہیں۔ کل مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنے اس قانونی اور آئینی موقف پر ڈٹے رہیں گے، جو مشکلات بھی آئیں گی ہم ان کا سامنا کریں گے، ان شاء اللہ!۔

صوبوں سے مذاکرات کی تفصیل:

الحمدللہ!۔۔۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم نے وزیر اعلیٰ بلوچستان سے بھی بات کی ہے، وزیر اعلیٰ خیبر پختون خوا سے بھی بات کی ہے، دونوں صوبوں میں کمیٹیاں بن گئی ہیں، بات چیت چل رہی ہے، ہم نے صوبے میں بھی مرکز کے منظور کردہ قانون کی روشنی میں بل بنا کر ان کو دے دیا ہے، اس پر ہمارے رفقاء بات چیت کر رہے ہیں، ہمیں امید ہے کہ یہ سنجیدگی کے ساتھ اور وعدے کے مطابق اس کو اسمبلیوں سے منظور کرائیں گے۔

پنجاب حکومت کے ساتھ ڈیڑھ سال سے مذاکرات چل رہے ہیں، ہم خود اس میں مذاکرات کار ہیں، وہ اس بات پر آمادہ ہو گئے ہیں کہ ہم سوسائٹی ایکٹ کے تحت رجسٹریشن کریں گے، مگر وہ کہتے ہیں کہ ہم کریں گے محکمہ داخلہ میں،

ہوم ڈیپارٹمنٹ میں ۔۔۔ہم نے کہا کہ نہیں! محکمہ صنعت میں ہی ہو، ہمارا محکمہ بدلنا نہیں چاہیے، جہاں پہلے رجسٹریشن ہوتی ہے وہیں ہو۔ جہاں مساجد اور دیگر تنظیموں کی رجسٹریشن سوسائٹی ایکٹ کے تحت ہوتی ہے، تو مدرسوں کے لیے آپ کیوں تبدیل کرتے ہیں؟ وزارتِ داخلہ تو امن قائم کرنے کے لیے ہوتی ہے، اس کے پاس فورسز ہیں، ایجنسیاں ہیں، یہ امن وامان قائم کرنے کا کام کرے۔ مدارس کی رجسٹریشن سوسائٹی ایکٹ کے تحت جہاں پہلے ہوتی تھی وہیں اب کی جائے، مدارس کی بھی وہیں کی جائے مدارس کے ساتھ امتیازی رویہ کیوں؟

پنجاب گورنمنٹ نے ہم سے کہا کہ آپ طالبات کے نام ہمیں دیں گے، ہر طالبہ کا نام، ولدیت، پتہ موبائل نمبر دیں گے۔ ہم نے کہا ہم نہیں دیں گے۔ ہم نے کہا کہ آپ سے ہم اگر آپ کی بیٹی کا موبائل نمبر مانگیں تو آپ ہمیں دیں گے؟ یہ ہماری بیٹیاں ہیں ہم ان کے کوائف نہیں دیں گے۔ پھر انہوں نے کہا کہ طلبہ کے دیں۔ میں نے کہا کیا آپ باقی تعلیمی اداروں سے طلبہ کے کوائف لیتے ہیں؟ مدرسے میں ریکارڈ ہوگا آپ کو جب ضرورت پڑے گی، جس طالب علم کا یا استاد کا آپ کہیں گے ہم ضرور ریکارڈ دے دیں گے، لیکن مدارس کے ساتھ امتیازی رویہ نہ ہو، کیا آپ اسکول، کالج، یونیورسٹی میں پڑھنے والے تمام طلبہ وطالبات کے تفصیلی کوائف آپ مانگتے ہیں؟ جب دیگر تعلیمی اداروں سے آپ ان کے طلبہ وطالبات کے کوائف نہیں مانگتے تو پھر مدرسے کے طلبہ کو آپ امتیازی نظر سے کیوں دیکھتے ہیں؟۔

یہاں ہم نے اپنا یہ موقف ان سے منوایا ہے اور انہوں نے کہا ہم ان شاءاللہ مانیں گے۔ بات چیت پنجاب میں بھی جاری ہے۔ سندھ میں بھی طے ہوا ہے، ہمارے اکابرین ان شاءاللہ سندھ کی حکومت سے بھی رابطہ کریں گے، پہلے بھی بات چل رہی ہے، انہوں نے ہم سے رابطہ کیا، نیا میمورنڈم بھیجا، اس پر ہمارے تحفظات ہیں۔

ہم بیدار ہیں، جاگ رہے ہیں:

ہم سوئے ہوئے نہیں ہیں، بیدار ہیں، جاگ رہے ہیں، آپ کی پریشانیاں ہماری پریشانیاں ہیں، آپ کے مسائل ہمارے مسائل ہیں، ہم ان شاءاللہ اس پر دن رات پہرہ دے رہے ہیں۔ ان شاءاللہ ہم ان کو قانون کے مطابق حل کروائیں گے، آئین کے مطابق حل کروائیں گے، عدل وانصاف کے مطابق حل کروائیں گے۔ آپ اطمینان رکھیں۔ رہا بینک اکاؤنٹ؛ تو یہ مسئلہ ہے، بات چل رہی ہے مگر یہ رجسٹریشن موقوف علیہ ہے۔ پہلے مدرسہ رجسٹرڈ ہوگا پھر بینک اکاؤنٹ کھلیں گے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ رجسٹریشن کا مسئلہ طے ہو جائے، پھر ان شاءاللہ خود بخود بینک اکاؤنٹ کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ میں آخر میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

الحمدللہ! مجھے نصف صدی کے قریب وفاق المدارس العربیہ کی خدمت کرنے کا موقع ملا، یہ آپ حضرات کے تعاون اور اعتماد کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ اکابر نے، عاملہ نے، شوریٰ نے اور آپ حضرات نے جو تعاون اور اعتماد کیا اس پر میں آپ کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں، حضرت صدر وفاق نے جو اعتماد فرمایا اور آپ حضرات نے حضرت شیخ الاسلام صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی صدارت میں کام کیا، اس پر بھی آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔آگے اختیار آپ کا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ادارے کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے، آمین!۔(مرتب: محمد احمد حافظ)

بقیہ: دارالعلوم کراچی میں منعقدہ تاریخ ساز انتخابی اجلاس

جامعہ دارالعلوم کراچی کے استقبالیہ پر تمام صوبوں کے حساب سے الگ الگ ڈیسک قائم کیے گئے تھے جہاں فہرستوں اور دعوت ناموں کی تصدیق کے بعد شرکت اور اہلیت کے کارڈ جاری کیے جاتے تھے۔

بعد ازاں دارالعلوم کراچی میں قیام وطعام کا مثالی نظام قائم کیا گیا تھا خصوصی مہمانوں کے لیے مولانا حنیف خالد صاحب جبکہ دیگر مہمانوں کے استقبال، اکرام اور انتظام کے لیے دارالعلوم کراچی کے دیگر اساتذہ کرام اور طلبہ کرام ہر وقت فعال، مستعد اور چوکس رہے اور حسن انتظام کی مثال قائم کی۔

الغرض! جامعہ دارالعلوم کراچی میں منعقد ہونے والے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے یہ دو روزہ اجلاس محض ایک انتظامی یا انتخابی سرگرمی نہیں تھے بلکہ یہ اجلاس اس بات کا اظہار تھے کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان اخلاص، اجتماعیت، شورائیت اور اعتماد کی بنیاد پر قائم ایک ایسا مضبوط ادارہ ہے جس نے اپنے قیام سے لے کر آج تک دینی تعلیم و تربیت، دینی تشخص اور مدارس کے استحکام کے لیے بے مثال خدمات انجام دی ہیں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو اپنے اکابر کی امانت کی حفاظت، دینی مدارس کی صحیح رہنمائی، اتحادِ امت کے فروغ اور قرآن وسنت کی تعلیمات کی اشاعت میں مزید ترقی، استحکام اور قبولیت عطا فرمائے اور نومنتخب قیادت کو اخلاص، بصیرت اور استقامت کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کارکردگیٔ وفاق

قائدین وفاق کے بیانات

مرتب: محمد احمد حافظ

۱۵ اور ۱۶ محرم الحرام ۱۴۴۸ھ موافق یکم اور ۲ / جولائی ۲۰۲۶ء کو جامعہ دارالعلوم کراچی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ، مجلس شوریٰ اور مجلس عمومی کا اجلاس ہوا، جس میں ملک بھر سے تعلق رکھنے والے اراکینِ شوریٰ و عاملہ شریک ہوئے۔ اس اہم ترین دستوری اجلاس سے قبل یکم جولائی کو مرکزی مجلس عاملہ کا اختتامی و الوداعی اجلاس بھی ہوا۔ دستور کے مطابق وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اگلے پانچ سال کے لیے صدر اور ناظم اعلیٰ کا انتخاب ۲/جولائی کو ہوا۔ مجلس شوریٰ و عمومی کے اجلاس میں صدر اور ناظم اعلیٰ کے نام حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم نے پیش کیے۔ تمام شرکاءِ اجلاس نے کھڑے ہو کر اس انتخاب کی تائید کی۔

اس موقع پر قائدین وفاق کے اہم ترین بیانات بھی ہوئے، علماء و مشائخ کے سامنے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اہداف و مقاصد، چیلنجز، دینی مدارس کے داخلی مسائل، طلبہ میں تعلیم کے حوالے سے بدلتے رجحانات، حکومتی ریشہ دوانیوں اور دینی مدارس کے نصاب و نظام تعلیم کے تحفظ کے لیے وفاق المدارس العربیہ کے قائدین کی جہدِ مسلسل پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ ذیل میں ان بیانات کے جستہ جستہ اہم اقتباسات دیے جا رہے ہیں:

حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب مدظلہم:

اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، اس کے بعد مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب مدظلہم نے گفتگو کرتے ہوئے کہا: الحمدللہ! وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو اس وقت جن بڑی شخصیات کی سرپرستی حاصل ہے ان میں سرفہرست قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم ہیں، وہ نہ صرف جمعیت علماء اسلام کے امیر ہیں بلکہ اس وقت انہیں جو مرکزیت مرجعیت اور محبوبیت اللہ رب العزت نے عطاء فرمائی ہے وہ شاید کئی کے حصے میں نہیں آئی۔ اسی طرح شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ عالمگیر شخصیت ہیں، جن کے تفقہ اور تقویٰ کا ایک عالم گواہ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شخصیات کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے، آمین!۔

حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب مدظلہم:

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی تشریف آوری کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس اجتماع کو وفاق المدارس، دینی مدارس

اور پاکستان کی حفاظت اور استحکام کا ذریعہ بنائے۔ دینی مدارس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق سے وطن عزیز پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ اور اسلامی نظریے کی اساس اور بنیاد ہیں۔ پوری دنیا میں دینی چہل پہل، دین کے تمام شعبہ جات، ان کا مرکز ہمارے مدارس اور جامعات ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن وحدیث، اور سنتِ مطہرہ کی حفاظت کے لیے بھی ان مدارس کو ذریعہ بنایا ہے۔

دوسری طرف ان مدارس کے لیے مشکلات بھی ہیں۔ ان کا عرصہ حیات تنگ کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ ایسے حالات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہمارے لیے یہ حکم ہے کہ: فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ اللہ تعالیٰ نے ایسے مشکل حالات میں اہل ایمان کو، مشائخ وعلماء کو ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے اور وہ ہے: ''استقامت!'' اگرچہ یہ ذرا مشکل امر ہے، لیکن اس کے فوائد وثمرات بے شمار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان اس استقامت پر بھی قائم ہے اور صحبت صالحین، اپنے اکابر، اپنے مشائخ اور عالم اسلام کی جو مدبر اور دور اندیش قیادت ہے، جن کے علم وعمل اور تقویٰ پر عالم اسلام ناز کرتا ہے، ان سے راہنمائی لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ قیادت کی ہے کہ آپ: وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ کا مصداق ہیں۔ میں اور آپ خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے ایسی قیادت عطا فرمائی۔ اللہ ہماری قیادت کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔

حضرت مولانا عبید اللہ خالد صاحب مدظلہم:

یہ وفاق المدارس کا اجلاس ہے اس میں بڑے بڑے اکابر علماء، مشائخ عظام، ذمے دارانِ مدارس تشریف فرما ہیں۔ یہ ایک مذاکرہ ہے، باہمی تکرار ہے، جیسے طلبہ آپس میں کرتے ہیں۔ ایسے ہی چند طالب علمانہ گزارشات آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ اگر پورے عالم کا جائزہ لیں تو اس سے جو بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہمارے اس خطے کو اللہ رب العزت نے، ہمارے اکابر، ہمارے مشائخ نے جس انداز کی قربانیاں، مجاہدے، مشکلات برداشت کر کے دین کا وہ رُخ جو صراطِ مستقیم ہے قائم کیا ہے، اس میں یہ پورے عالم سے ممتاز ہے۔

کل مجلس عاملہ کے اجلاس میں حضرت صدر وفاق زید مجدہم نے ایک عجیب بات فرمائی بلکہ واقعے کے مطابق فرمائی کہ آج علم کی کمی نہیں ہے، علم عربستان میں بھی بہت ہے، ہندوستان میں بھی بہت ہے۔ انگلستان میں بھی بہت ہے، ساری دنیا میں علم ہے، اسلام کے نام پر بڑی بڑی یونیورسٹیاں بھی بہت ہیں۔ لیکن آپ اگر خوردبین بھی لے کر جائزہ لیں گے تو آپ کو اس علم پر عمل نظر نہیں آئے گا۔

ہمارے اس خطے کی جو سب سے بڑی خصوصیت اور سب سے بڑا جو امتیاز ہے وہ دار العلوم دیوبند اور اس سے

متعلقہ یہ تمام مدارس ہیں۔ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، برما، افغانستان، ایران کے اہل سنت علاقوں میں جو دینی مدارس قائم ہیں، یہ سب دارالعلوم دیوبند کا فیض ہیں۔ اور اس میں ہمارے اکابر نے جو راستہ اور طریقہ اختیار فرمایا وہ آپ کے سامنے ہے۔ ہمارے اکابر کا یہ امتیاز ہے کہ ان حضرات نے ایک طرف اَنار کے درخت کے نیچے تعلیم دین کا آغاز کیا، آج الحمدللہ ثم الحمدللہ اس کا فیض آج پورے عالم میں پہنچ رہا ہے۔

اس اجتماع کے ذریعے میری آپ سے درخواست ہے کہ ہم اپنے مدارس میں اس اہم ترین بات پر بہت توجہ دیں۔ آج ہمارے ہاں مدارس میں بہت تیزی کے ساتھ زوال، کمزوری اور ضعف پیدا ہوگیا ہے۔ ہمارے مدارس میں اب 'کتب خوانی' تو ہورہی ہے، استاذ کو سبق تجویز ہوجاتا ہے، مقدارِ خواندگی بتادی جاتی ہے۔ باقاعدگی سے آنے والے اساتذہ اپنے درس میں آتے ہیں، سبق پڑھاتے ہیں، مقدار خواندگی پوری کردیتے ہیں، سہ ماہی امتحان ہوجاتا ہے، ششماہی ہوجاتا ہے، سالانہ امتحان ہوجاتا ہے، اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنے ذمے کا کام کرلیا۔

میرے دوستو! خوب اچھی طرح یاد رکھیے کہ ہمارے ہاں، ہمارے اکابر کا ہدف صرف کتاب خوانی نہیں ہے، بلکہ سب سے بڑا ہدف 'رجال سازی' ہے، کہ مدرس ہر درس میں ایک قطرہ، یا دو قطرے یا تین قطرے تربیت کے طالب علم کے اندر منتقل کرے، اور جب وہ فارغ ہو تو جیسے وہ علم کے اعتبار سے کمال کے درجے پر پہنچا ہوا ہو، ایسے ہی تربیت کے اعتبار سے بھی کامل اور مکمل ہو۔ وہ پوری امت کو سنبھالنے کی صلاحیت اپنے اندر رکھتا ہو۔ یہ نہ ہو کہ وہ امتحان میں تو کامیاب ہوجائے لیکن مدرسہ سے نکلنے کے بعد انسانوں کے اژدھام میں غائب ہوجائے۔

الحمدللہ! آپ حضرات ذمے دار ہیں۔ آپ مہتممین ہیں، آپ کے اوپر مدارس کی بہت بڑی ذمہ داری ہے، اور آپ اس کو بہت بہتر سے بہتر انداز میں انجام بھی دے رہے ہیں لیکن اس نکتہ کو ضرور ذہن میں رکھیے۔

اس کے ساتھ میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طرف سے جو تعلیمات آپ کو مسلسل پہنچائی جاتی ہیں، مجلس عاملہ کے ذریعے سے یا جو رسالہ ہے وفاق کا اس کے ذریعے سے، اس کا بہت اہتمام کے ساتھ مطالعہ بھی کریں اور اس کے مطابق اپنے مدرسے کے اندر ادارے کے اندر نظم کو قائم کریں۔

حضرت مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب مدظلہم:

حضرت مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب مدظلہم نے خطاب کرتے ہوئے کہا: بلوچستان میں حکومتی دباؤ کا جس طرح مقابلہ کیا وہ شاید کے پی کے اور دوسرے صوبوں میں بھی نہ ہوا ہو۔ ہم نے بلوچستان میں باہمی اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کیا اور اس دباؤ کو پسپا کردیا، اور ان شاء اللہ ہمیں یہی امید ہے کہ یہ کبھی بھی اس طرح حرکت نہیں کرسکتا۔ پورے

ملک میں ہم نے اسی طرح وفاق کے سائے تلے رہنا ہے۔لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ علماء کونہیں مانتے۔ یہ قانون کونہیں مانتا، یہ ملک خداداد کونہیں مانتا، یہ مملکت خداداد ریاست پاکستان کونہیں مانتا ہے،ہم ملک کے ہر قانون کے پابند ہیں۔لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم اپنی آزادی اورحریت پر کمپرومائز کریں۔ان شاءاللہ یہ کبھی نہیں ہوگا۔

مولانا اورنگ زیب فاروقی صاحب زیدمجدہ:

آج کا یہ بہت خوبصورت اور بھر پور اجتماع وفاق المدارس کے زیر اہتمام منعقد ہوا ہے۔قائدین وفاق المدارس، اکابرومشائخ یہاں موجود ہیں۔دوتین باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں:

پہلی بات یہ ہے کہ ہم یہاں جتنے بھی حضرات بیٹھے ہوئے ہیں، پورے ملک میں آپ مدارس کا تعارف بھی ہیں اور مدارس کے ترجمان بھی ہیں۔اپنے اپنے مدارس اور علاقے میں اپنا کردار ایسا واضح رکھیں کہ اس کی وجہ سے ہمارے اکابر کی عزت وعظمت پر کوئی داغ نہ آئے،یعنی ہمارے مدارس کا نظم وضبط اور ہمارے کام اتنے خوبصورت ہوں کہ علاقے کے لوگ ہماری طرف متوجہ ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں اکابر علماء جو باتیں یہاں ارشاد فرمارہے ہیں انہیں اپنے پاس لکھیں،نوٹ کریں،اوران باتوں کو آپ اپنے ادارے میں جا کر بتائیں۔

تیسری بات یہ کہ بہت سے لوگ مدارس کی مخالفت کرتے ہیں،اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مدرسہ دیکھا ہی نہیں، انہوں نے صرف ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر باتیں سنی ہیں۔ایسے لوگوں کو اپنے مدرسے میں آنے کی دعوت دیں اور اپنے مدرسے کا خوب صورت نظم ونسق انہیں بتائیں کہ آپ کا مدرسہ کیا کررہا ہے؟، یہاں حفظ کی تعلیم کیسی ہورہی ہے؟ یہاں تربیت کیسے ہورہی ہے؟ جب ہم اپنے علاقے کے معززین کو اپنے مدارس میں بلائیں گے تو وہ یہ سب دیکھ کر سمجھیں گے کہ جب اس علاقے کا ایک چھوٹا سا مدرسہ جو ہے اس میں اتنی خوبیاں اورخصوصیات ہیں تو بڑے مدارس کا کیا حال ہوگا؟

ایک اورگزارش یہ کروں گا کہ ہمارے معاشرے میں ہمارے عقائد ونظریات پر ضربیں لگائی جارہی ہیں۔ بہت سے فتنے سوشل میڈیا کے ذریعے یہ کام کررہے ہیں،اس حوالے سے بھی محنت ہونی چاہیے کہ ہم اپنے طلبہ کو ان فتنوں کے تعاقب کے لیے تیار کریں۔اہل سنت والجماعت کے دینی عقائد کو اہتمام کے ساتھ بتائیں۔

حضرت مولانا فیض محمد صاحب مدظلہم:

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ہمارے مدارس کا سائبان اور پشتیبان ہے،اس کی قیادت پر ہمیں مکمل اعتماد ہے،ہم

سب نے اس کے سائے تلے متحد رہنا ہے، ہم سب نے اس کی حفاظت کرنی ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے، دین کا جو کام ہے صحیح طور پر کرنے کی توفیق دے، ہمارے جو بڑے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

مولانا راشد محمود سومرو زید مجدہ:

اکابر کی موجودگی میں گفتگو کرنا میں بے ادبی سمجھتا ہوں اور مناسب بھی نہیں سمجھتا ،صرف تین چیزیں عرض کرنا چاہتا ہوں:

پہلی بات تو یہ کہ تعداد نہیں معیار پر توجہ فرمائیں۔ اکثر مدارس نے تعدادِ طلبہ پر زور دیا ہوا ہے، معیار کی طرف ہماری توجہ نہیں ہے۔ اگر ہم نے اس پرفتن دور میں ان تمام سازشوں کا مقابلہ کرنا ہے تو ہمیں اپنے اداروں میں تعلیم وتربیت کا معیار قائم کرنا ہوگا۔ اور معیاری علماء کرام کو تیار کرنا ہوگا۔ اس حوالے سے میری تجویز ہے وہ یہ کہ ہمارے ہاں جو غیر نصابی سلسلے چلے ہوئے ہیں انہیں ختم کرنا ہوگا۔ اگر معیار چاہتے ہیں تو وفاق المدارس العربیہ کے نصاب کے تحت ہی آنا ہوگا۔

دوسری بات کہ رجسٹریشن کا مسئلہ بینک اکاؤنٹس کا مسئلہ۔ مدارس کے حوالے سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان نہ صرف فکرمند ہے بلکہ جتنی کوششیں ہوتی ہیں ان اکابر کی مہربانیوں سے ہوتی ہیں۔ میں اسی مجلسِ عاملہ کا رکن رہا ہوں اور میں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ میں نے پانچ سال میں مدارس کی رجسٹریشن کے حوالے سے ہمارے اکابر نے جدوجہد اور محنت کی ہے اس کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان شاء اللہ کوئی مائی کا لال ہمارے مدارس کی آزادی اور حریت پر کسی قسم کی قدغن نہیں لگا سکتا۔

آخری بات یہ ہے کہ اپنی قیادت پر اعتماد کریں، کسی صورت وفاق کے مدمقابل بننے والے وفاقوں کی سازشوں کا حصہ نہ بنیں۔ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مدارس بھی آزاد رہیں گے، مدارس کا نصاب بھی آزاد رہے گا، وفاق المدارس بھی آزاد رہے گا۔ اور ان شاء اللہ ہم اس کے لیے عملی جدوجہد کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہم:

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا قیام آج سے کوئی انہتر برس قبل ہوا، بلکہ اس کے لیے مشاورت 1957 سے شروع ہوئی۔ اس وقت کے ہمارے تمام اکابر وفاق المدارس کے بانی تھے۔ اس کے پہلے صدر حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ تھے۔ اور اس کے لیے پہلے ناظم اعلیٰ مفر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تھے۔

وفاق کی قیادت پر اگر نظر دوڑائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے وفاق کو ایسی شخصیات نصیب

فرمائیں جو اپنے وقت میں علم وعمل اور تقویٰ و اخلاص کے اعتبار سے ممتاز ترین شخصیات تھیں۔ آج الحمدللہ ثم الحمدللہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی سرپرستی قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہم فرمارہے ہیں۔ اور وفاق کے صدر، عالم اسلام کی ممتاز شخصیت شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور وفاق کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری مدظلہم ہیں۔ الحمدللہ وفاق ک قیادت قابل صد افتخار ہے، الحمدللہ۔ وفاق نے ان حضرات کی سرپرستی میں ترقی کی منازل طے کی ہیں۔ آج الحمدللہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ ہزاروں مدارس ملحق ہیں۔

حضرات علماء کرام! وفاق کو مضبوط بنانا ہماری اور آپ سب کی ذمہ داری ہے۔ وفاق اس وقت مضبوط ہوگا جب ہمارے مدارس مضبوط ہوں گے۔ اور ہمارے مدارس تب مضبوط ہوں گے جب ہمارے مدارس کے اندر تعلیم بھی اعلیٰ درجے کی ہوگی اور تعلیم کے ساتھ ساتھ ہمارے مدارس کے اندر طلبہ کی تربیت بھی ایسی ہوگی کہ ایمان اور ایقان اور اخلاص وللّٰہیت ہماری تربیت میں شامل ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے اکابر کے ساتھ انہیں جوڑنے کی مساعی بھی شامل ہوگی۔

ہم اپنے طلبہ کو اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ جوڑیں۔ ان کی اس وابستگی کو مضبوط کریں۔ ان کی تربیت ایسی کریں کہ آج کے جدید فتنوں سے اپنے طلبہ کو بچا سکیں۔ اس کے لیے وفاق المدارس سے ملحق مدارس، وفاق کے قواعد وضوابط کی پابندی کریں۔

حضرت مولانا سعید یوسف صاحب آف پلندری مدظلہم:

آج جامعہ دارالعلوم کراچی میں ایک باوقار مجلس سجی ہے، اگر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا تعارف کروایا جائے تو آپ میں سے ہر ایک اس پہ گھنٹوں بات کرسکتا ہے، لیکن میں اپنی تعبیر میں کہوں گا کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ایک شجر سایہ دار ہے جس کے نیچے چھبیس ہزار مدارس اسلامیہ حالات کی تپش سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھ رہے ہیں۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان یہ وہ گل دستہ ہے جس کی خوشبو آج اقصائے عالم میں محسوس کی جارہی ہے۔ یہ وہ سفید موتیوں کی مالا ہے جو پاکستان کے سینے پہ چمک کر پاکستان کو پاکستان ہونے کا ثبوت فراہم کررہی ہے۔ یہ وہ قلعہ ہے جس میں 35 لاکھ طلبہ چھبیس ہزار مدارس اسلامیہ جس کی مضبوط چار دیواری کے اندر اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں۔ یہ وہ قلعہ ہے جس کا بیدار مغز اور عالم اسلام کی ممتاز شخصیت قائد وفاق المدارس العربیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کی صورت میں نظر آرہا ہے۔ اور ان کے دستِ راست کی حیثیت سے ترجمانِ مدارس اسلامیہ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کی

صورت میں نظر آتا ہے۔ جب کوئی قلعہ ہوتا ہے تو اس کا ایک مین گیٹ ہوتا ہے، اس گیٹ کا ایک چوکیدار ہوتا ہے، اس چوکیدار کا نام قائدِ ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمن ہے۔ مدارس اسلامیہ کا یہ چوکیدار مدارس اسلامیہ کا مقدمہ ایوان میں بھی اور میدان میں بھی پوری قوت کے ساتھ لڑتا نظر آتا ہے۔

آج مدارس اسلامیہ کے تمام ذمہ داران اپنی قیادت کو یہ اِعتماد دلانا چاہتے ہیں جہاں پر بھی آپ بلائیں گے مدارس کا ہر پیرو جواں آپ کی پشت پر کھڑا ہوگا۔

حضرت مولانا محمد طیب صاحب فیصل آباد:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: **ان العلماء ورثة الانبياء** کہ علماء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں، اور جو وارث ہوتا ہے وہ مورث کی ہر چیز کا وارث ہوتا ہے۔ تمام انبیاء کو اپنے کام کی انجام دہی میں مشقت پیش آئی ہے، اس لیے اگر ہم انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں تو جو حالات انبیاء علیہم السلام کو پیش آئے ہیں اس کا کچھ حصہ اگر ہمیں بھی مل رہا ہے تو پھر سمجھ لیجیے کہ ہم صحیح راستے پر چل رہے ہیں۔ مشقتیں ہیں اور ہمارے اکابر ان مشقتوں کو دُور کرنے کے لیے محنت اور جدوجہد بھی کر رہے ہیں۔ میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کی بات نقل کر رہا ہوں (دین دار طبقے کو دبایا جاتا ہے) فرمایا کہ جس چیز کو دبایا جائے۔ اس کے اندر اگر روح ہو وہ دبتی نہیں ہے بلکہ دَبانے سے اور اُبھرتی ہے۔ بشرطیکہ اس کے اندر روح ہو اور جان ہو۔

اسی طریقے سے اگر ہمارے اندر، ہماری ذات ہمارے اداروں میں، ہمارے طلبہ میں، ہمارے اساتذہ میں دین کی روح اگر موجود ہے تو پھر ان شاء اللہ یہ ہمارے کام آئے گی۔ وہ کیا ہے؟

وہ تقویٰ ہے، امانت ہے، دیانت ہے، ہر آدمی ارادہ کر لے کہ وفاق کا جو امتحانی نظام ہے اس کے اندر دیانت پیدا کرنے کے لیے ہم سب کوششیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس مجلس کو تمام مدارس کے لیے نافع بنائے۔ آمین

حضرت مولانا امداداللہ صاحب مدظلہم:

چونکہ یہ اجلاس صوبہ سندھ دارالعلوم کراچی میں ہو رہا ہے، آنے والے تمام مہمانوں کو خوش آمدید، اور شکریہ ادا کرتا ہوں، اکابر موجود ہیں، اصل بیانات انہی کے ہوں گے۔ محدث العصر حضرت بنوری رحمہ اللہ اساتذہ کرام کی مجلس میں فرماتے تھے ہم سب ایک کشتی کے سوار ہیں۔ میں اس پر تفریع کرتا ہوں کہ اگر استاد جو ایک کشتی میں سوار ہو، ملاح مہتمم ہے، وہ کشتی کو ایک طرف لے جاتا ہے، استاد دوسری طرف لے جاتا ہے تو منزل مقصود پر کبھی نہیں پہنچے گی۔ مہتمم کا نظریہ ایک ہے، کلاس میں پڑھانے والے مدرس کا نظریہ دوسرا ہے تو نتیجہ ارذل ہوتا ہے۔ سال کے آخر میں پگڑی

بندھواتے ہیں بدعات سے بھرے ہوئے اعمال ہم کرتے ہیں۔اللہ کو ہم کیا جواب دیں گے؟!۔

آج الحمدللہ ہم اس پر فخر کرتے ہیں کہ پورے ملک کی جو قیادت ہے، وفاق کی صورت میں ہو، سیاست کی صورت میں ہو وہ شب بیدار ہے، راتوں کو اٹھنے والے ہیں۔ **یا ایھا المزمل!** کا خطاب آقا کو ہے،لیکن اس پر چلہ لگانے والا تو عمل کرتا نہیں، مہتمم صاحب اس کی پابندی نہیں کرتا، پھر کلاس میں جب مطالعے کے بغیر آتے ہیں تو پھر ہم دوسری گفتگو میں لگ جاتے ہیں۔ میں ہمیشہ استادوں سے گزارش کرتا ہوں، حضرت مفتی نظام الدین شہید ایک مجاہد تھے، کوئی ثابت کرے کہ وہ کلاس میں کبھی دیر سے آئے ہوں، یا انہوں نے کبھی جہاد کی باتیں کی ہوں، صرف کتاب کے ساتھ ان کا تعلق ہوتا تھا۔

میرے محترم بھائیو اور دوستو! اس معاشرے میں بنیادی کردار مدارس کی کامیابی میں مدرسین کا ہوتا ہے۔ سب سے پہلے میں اپنے گریبان میں جھانکوں کہ میرا رویہ مدرس کے ساتھ کیا ہے؟ میرے اخراجات کا کیا اندازہ ہے اور میرے مدرس کی کیا کیفیت ہے؟ ختم بخاری میں تو میں آٹھ نو لاکھ خرچ کرتا ہوں، چھ مہینے تک استادوں کو تنخواہ نہیں ملتی، بنات کے مدارس میں غریب بچیوں سے دس دس ہزار اور پندرہ پندرہ ہزار روپے لیے جاتے ہیں۔ کہ آپ کو چادر پہنائیں گے، یہ درست طرز عمل نہیں، اس لیے تربیت پر توجہ دیں۔

ہمارے ہاں دورے کے لیے طلبہ آتے ہیں، ہم ان سے پہلے ناظرہ قرآن کا امتحان لیتے ہیں، میں یہاں بزرگوں کے سامنے کھڑے ہو کر قسم کھاتا ہوں کہ، اس دفعہ ہم نے دورے کے تمام آٹھ سو کے قریب طلبہ، سب کی مکمل نماز سنی، میں نے خود سنی، کہا کہ **التحیات للہ و الصلوات** کا ترجمہ کرو نہیں آرہا، **اللھم انا نستعینک** کا ترجمہ کرو نہیں آرہا۔ **سبحانک اللھم و بحمدک** کا ترجمہ کرو۔ نہیں آرہا۔

یہ ہم کہاں جارہے ہیں؟!۔۔۔امانت کا تقاضا یہ ہے کہ مہتمم ہو، مدرس ہو، اپنے بچوں، اپنے طلبہ کی تربیت پر خاص توجہ دے، تربیت کا شدید فقدان ہے، بے ادبی بڑھ رہی ہے، اکابر پر اعتماد ختم ہوتا جارہا ہے۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے کہ میرے پاس وقت نہیں ہے، میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ رات کو مطالعہ کرکے طالب علم کا حق ادا کروں۔ میں اسی پر اکتفاء کرتا ہوں اور آپ کی آمد پر دوبارہ آپ کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

دینی مدارس کا حسن انتخاب

تحریر: شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی
ناظم وفاق المدارس العربیہ پاکستان پنجاب
مدیر جامعہ فاروقیہ شجاع آباد

"وفاق المدارس العربیہ پاکستان" وطن عزیز پاکستان اور دیگر ممالک میں قائم دینی مدارس وجامعات کا ایک تعلیمی اور امتحانی بورڈ ہونے کے ساتھ ساتھ تحفظ مدارس، اتحاد ویگانگت اور وحدت نصاب ونظام قائم کرنے والا ایک ایسا ادارہ ہے، جس نے اب تک بلا مبالغہ لاکھوں حفاظ، علماء ومشائخ اور طلباء کو سندات جاری کیں، ملک کے بیشتر مذہبی رہنماؤں کے علم کی اساس یہی اداراہ ہے، اس ادارہ کے ساتھ کم وبیش 27 ہزار دینی مدارس ملحق ہیں، یوں اس وفاق کو بحمد اللہ ملک کا سب سے بڑا "وفاق" ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا قیام 1959 میں عمل میں لایا گیا، اس کے منصب صدارت پر فائز ہونے والے اکابرین میں حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہ اللہ، حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ، اور حالیہ صدر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم شامل ہیں۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظمین اعلی میں: حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہ اللہ، حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن رحمہ اللہ، حضرت مولانا حبیب اللہ مختار رحمہ اللہ اور حالیہ ناظم اعلی حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم العالیہ شامل ہیں۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سرپرستوں میں حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی رحمہ اللہ، حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم العالیہ، حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی مختار الدین شاہ رحمہ اللہ اور حضرت مولانا سید عبدالستار شاہ دامت برکاتہم شامل ہیں۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے اب تک 1 لاکھ 31 ہزار حفاظ اور 3 لاکھ 67 ہزار حافظات، تقریباً اڑھائی لاکھ

علماء سند فراغ حاصل کر چکے ہیں، جبکہ فاضلات کی تعداد تقریباً ساڑھے تین لاکھ ہے، یوں کل چھ لاکھ علماء و عالمات امتحان دے کر فارغ ہو چکے ہیں، جبکہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحق دینی مدارس و جامعات میں زیر تعلیم طلبہ و طالبات کی تعداد 38 لاکھ اور معلمین و معلمات کی تعداد 2 لاکھ سے زائد ہے۔

سال گزشتہ 1447 ہجری میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر انتظام امتحان دینے والے طلباء و طالبات کی تعداد 6 لاکھ 59 ہزار 2 سو 28 تھی۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اسے رابطہ عالم اسلامی نے سن 2014ء میں دنیا میں سب سے زیادہ حفاظ قرآن کریم تیار کرنے والے ادارہ کے طور پر ایوارڈ سے نوازا، یہ دنیا کا ممتاز دینی ادارہ ہے، جس نے گاؤں، دیہات، پہاڑوں، صحراؤں، ریگستانوں، دریاؤں کے کناروں، ٹھیٹھ دیہاتوں سے لے کر اسلام آباد، لاہور اور کراچی جیسے شہروں کے پوش علاقوں تک، بڑے بڑے جامعات و مدارس کو ایک لڑی میں پرو کر انہیں ایک نظام، ایک نصاب تعلیم میں یکجا کیا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ طالبات اور خواتین کے بھی ہزاروں ادارے ملحق ہیں، جن میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد طلباء سے بھی کہیں زائد ہے۔

وفاق المدارس کے تحت قائم ہونے والے مدارس میں ملک کی تمام اکائیوں سے تعلق رکھنے والے طلباء اور اساتذہ باہم اتفاق و اتحاد کو قائم کیے ہوئے ہیں، یہاں نہ تو باہمی عصبیت ہے اور نہ ہی منافرت، سندھی، پنجابی، بلوچی، پٹھان، سرائیکی اور ہزارہ، غرض ہر قوم و نسل کے طلبہ و طالبات، نیز مختلف سیاسی، مسلکی و فکری تشخص کی حامل جماعتوں کے قائدین اور علماء اس کی چھتری تلے ملک و ملت کی خدمت کر رہے ہیں، یہ مدارس نہ صرف قوم کو مفت تعلیم، رہائش، کھانا فراہم کر رہے ہیں، بلکہ امت کی دینی ضروریات کی تکمیل اور وطن عزیز پاکستان کے آئین پر یقین رکھتے ہوئے، استحکام پاکستان میں بھی اپنا حصہ شامل کر رہے ہیں، یہ مدارس دینی تعلیم کے ساتھ اعلیٰ، معیاری، عصری تعلیم بھی فراہم کر رہے ہیں۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور دینی مدارس کا سکول، کالجز، یونیورسٹیز کے برعکس اپنا ایک مزاج، مذاق اور اقدار و روایات ہیں، جن سے عام لوگ نابلد ہیں، اس لیے بسا اوقات وفاق المدارس کے اقدامات پر بلا جواز تبصرہ سازی بھی کرتے رہتے ہیں۔

بحمد للہ دینی مدارس میں اپنے اکابر، اساتذہ اور مشائخ کا اعلی درجے کا احترام اور ان پر مکمل اعتماد کیا جاتا ہے، 70 سال کا سفید ریش بزرگ بھی اپنے استاد و مرشد کے حکم کی تعمیل کو اپنے لیے اعزاز جانتا ہے، اپنے استاد کی جوتیاں

اٹھانا اپنی سعادت مندی سمجھتا ہے، انہیں یہ احترامِ استاد کا درس قرآن وحدیث کی تعلیمات اور مدارس کی روایات سے حاصل ہوا ہے، دینی مدارس میں ایک دوسرے پر اعتماد، حب جاہ سے احتیاط اور عہدوں کی خاطر جنگ وجدال کو معیوب جانا جاتا ہے، دینی مدارس اتفاق واتحاد اور یگانگت کا مظہر ہیں، علماء ومشائخ نے ہمیشہ اپنے بڑوں پر نہ صرف اعتماد کیا ہے، بلکہ ان کے حکم پر ہمیشہ سر تسلیم خم کیا، دینی مدارس کی اساس تقوی واخلاص پر ہے، اس لیے وہ بہت سے حالیہ مروج نقائص سے محفوظ ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ 1959ء سے 2026ء تک وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے عہدیداران کے چناؤ میں کبھی کسی نے اپنے آپ کو بطور امیدوار پیش نہیں کیا، بلکہ اکابر ومشائخ باہمی مشاورت سے قابل اعتماد، صاحب تقوی، علمی، انتظامی صلاحیت کی حامل شخصیت کو نامزد کردیتے ہیں اور پورا ہاؤس اس کی تائید کردیتا ہے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے دستور کی دفعہ 6 کے تحت، ہر پانچ سال بعد وفاق کے صدر و ناظم اعلیٰ کا چناؤ کیا جاتا ہے، یہ چناؤ اور دستور کی منظوری وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی میرٹ پر بننے والی مجلس عمومی کیا کرتی ہے، جس کی تعداد 1623 ہے، جبکہ وفاق المدارس کی اعلی انتظامی کمیٹی، مجلس عاملہ 32 افراد پر مشتمل ہے، جس میں وفاق کے عہدیداران شامل ہیں، مجلس عاملہ کے فیصلوں کی مجلس شوری سے توثیق ضروری ہوتی ہے، دستوری تقاضا کی تکمیل اور ضروری امور میں مشاورت اور فیصلہ سازی کے لیے وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس مؤرخہ 16 محرم الحرام 1448ھ بمطابق 2 جولائی 2026ء بروز جمعرات کو جامعہ دارالعلوم کراچی میں منعقد ہوا، اجلاس کی صدارت وفاق کے صدر شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے فرمائی، اجلاس میں قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم سرپرست وفاق المدارس العربیہ پاکستان بطور خاص شریک ہوئے، جبکہ ناظم اعلیٰ وفاق المدارس شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم نے اجلاس کے ایجنڈا پر کاروائی چلائی، دن بھر یہ اجلاس جاری رہا، دو نشستوں پر مشتمل اس اجلاس میں امتحانات انتظامی امور اور مدارس کی رجسٹریشن و بینک اکاؤنٹس پر تفصیل سے مشاورت ہوئی، نیز اتفاق رائے سے فیصلے کیے گئے، ان فیصلوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے دینی مدارس کی رجسٹریشن سے متعلق اپنے اصولی موقف کا اعادہ کیا کہ حکومت دینی مدارس کو غیر آئینی رجسٹریشن پر مجبور نہ کرے، مدارس 1860 میں بنائے گئے قانون "سوسائٹی ایکٹ" کے دفعہ 21 کے تحت رجسٹریشن چاہتے ہیں، حکومت عالمی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے مدارس کی رجسٹریشن کو اس کے محل سے ہٹا کر دینی مدارس میں مداخلت چاہتی ہے، جسے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

اجلاس میں دینی مدارس کے بینک اکاؤنٹس کے لیے چیریٹی کمیشن سے رجسٹریشن کو بھی مسترد کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا

دینی مدارس کے اس حق کے حصول کے لیے عوامی جدوجہد کی جائے گی، اجلاس میں طے ہوا کہ جلد چاروں صوبوں میں دینی مدارس کے تحفظ کے لیے بڑے پیمانے پر عوامی اجتماعات کیے جائیں گے۔

اجلاس مجلس عاملہ میں وفاق المدارس کے صدر شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے اپنی پیرانہ سالی مشاغل اور اعذار کی بنیاد پر آئندہ کے لیے صدارت سے دستبردار ہونے کا اعلان فرمایا، اس اعلان پر قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم اور پوری مجلس عاملہ نے حضرت کی خدمت میں حسب سابق اس منصب کو قبول کرنے کی درخواست کی، جس پر حضرت نے سکوت اختیار فرمایا۔

اگلے روز وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عمومی اور مجلس شوری کا مشترکہ اجلاس جامعہ دارالعلوم کراچی کی پر شکوہ جامع مسجد میں منعقد ہوا، شرکائے اجلاس ایک روز قبل ملک کے کونے کونے سے تشریف لانا شروع ہو گئے تھے، جامعہ دارالعلوم کراچی کی انتظامیہ نے نہایت سلیقہ مندی سے مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام فرمایا ہوا تھا، اجلاس میں شرکت کے لیے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر کے عملہ اور دارالعلوم کے کارکنان نے مل کر کارڈ جاری کیے، کارڈ کے بغیر اجلاس میں شرکت ممکن نہ تھی، اجلاس میں ملک کے طول وعرض سے بڑے بڑے مشائخ ،علماء کرام، مفتیان عظام اور اساطین ملت تشریف لائے ہوئے تھے۔

اسٹیج پر اراکین مجلس عاملہ اور مجلس شوری کے عالی مرتبت بزرگوں کے لیے کرسیاں لگائی گئیں تھیں، اجلاس کی باقاعدہ کاروائی کے آغاز کے بعد راقم الحروف نے نظامت سٹیج کے فرائض سرانجام دیے، اراکین مجلس عاملہ نے مدارس سے متعلق امور پر گفتگو فرمائی، بہت سے اکابرین کی گفتگو تربیتی اور رہنمائی پر مبنی تھی، اجلاس وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے صوبہ پنجاب کے ناظم حضرت مولانا مفتی عبدالرحمن راولپنڈی دامت برکاتہم، وفاق المدارس العربیہ پاکستان صوبہ بلوچستان کے ناظم حضرت مولانا صلاح الدین ایوبی دامت برکاتہم، وفاق المدارس کے رکن مجلس شوری حضرت مولانا فیض محمد بلوچستانی دامت برکاتہم، حضرت مولانا ناصر محمود سومرو دامت برکاتہم، حضرت مولانا اورنگزیب فاروقی دامت برکاتہم، راقم الحروف زبیر احمد صدیقی غفرلہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان خیبر پختون خواہ کے ناظم حضرت مولانا حسین احمد دامت برکاتہم، وفاق المدارس العربیہ پاکستان صوبہ سندھ کے ناظم حضرت مولانا امداد اللہ دامت برکاتہم، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر حضرت مولانا عبیداللہ خالد دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت مولانا سعید یوسف (آزاد کشمیر) دامت برکاتہم نے خطاب فرمایا۔

ان حضرات کے بعد عاجز نے قائد مدارس دینیہ، لسان العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم کو دعوت سخن پیش کی، حضرت ناظم اعلیٰ دامت برکاتہم کی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے لیے خدمات کا عرصہ

تقریباً45 سال ہے، وہ گزشتہ 27 سال سے دینی مدارس کے تحفظ و بقاء اور مذہبی طبقہ کے مسائل پر حکومتوں سے نبرد آزما ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بھرپور یاداشت، سلاست لسانی، فصاحت و بلاغت، ملکہ تعبیر، حکمت و بصیرت، شجاعت وحق گوئی اور حسن انتظام وانصرام کا وافر ملکہ عطاء کیا ہے، وہ جہاں بھی بات کرتے ہیں تو دلیل کی قوت سے چھا جاتے ہیں، حضرت ناظم اعلیٰ دامت برکاتہم نے بڑے مفصل انداز میں خطاب فرمایا، انہوں نے اپنے خطاب میں وفاق المدارس کی تاریخ خدمات اور وفاق کے مختلف مجالس کے فیصلوں سے فورم کو مطلع فرمایا، انہوں نے دینی مدارس کے معیار تعلیم کی بلندی، حسن انتظام اور مدارس کے تحفظ و استحکام کے لیے وفاق کی کاوشوں کا ذکر فرمایا اور وفاق کے عزم کو دہرایا، گویا انہوں نے وفاق کی ماضی کی خدمات اور مستقبل کے عزائم سے مجمع کو آگاہ فرما کر داد تحسین وصول فرمائی، ان کے بیان میں ہو کا عالم تھا، اور سبھی ان کی جانب متوجہ تھے۔

حضرت ناظم اعلیٰ دامت برکاتہم کے خطاب کے بعد عاجز نے قائد ملت اسلامیہ، حضرت شیخ الہندؒ کی فکر کے امین اور پاکستان میں مذہب واہل مذہب کے ترجمان حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم کو دعوت سخن دی، حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم کا بیان مختصر اور جامع ترین تھا، یہ بیان وفاق المدارس العربیہ پاکستان، جمعیت علماء اسلام اور دینی طبقات کا پالیسی بیان تھا، انہوں نے جذباتی بیان سے ہٹ کر مذہبی طبقات اور خصوصاً اہل مدارس کے لیے فکر انگیز اور تربیتی بیان فرمایا، انہوں نے بغیر لگی لپٹی مذہبی طبقات کی کمزوریوں کی نشاندہی کرتے ہوئے مشفق استاذ کی طرح دلائل کے ساتھ اصلاح فرمائی، انہوں نے ملک میں شدت پسندی اور مسلح جدوجہد کے عدم جواز کا اصولی اور قدیمی موقف کا اعادہ کیا، انہوں نے اس موقف کو پاکستان کا اجماعی موقف قرار دیا، انہوں نے 2010ء جامعہ اشرفیہ لاہور کے علماء دیوبند کی قیادت کے طویل اجلاس کے اعلامیہ کا حوالہ بھی پیش فرمایا۔ انہوں نے واضح فرمایا کہ دینی مدارس سے ایسے عناصر کو دور رکھا جائے جو تشدد پر یقین رکھتے ہیں، انہوں نے اسلامی سیاست پر پانچ سو علماء کرام کی تحریر کردہ تصنیفات کا بھی ذکر فرمایا اور اس موضوع پر کتاب بھی نصاب میں شامل کرنے کی تجویز دی، حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم نے اپنے خطاب کے آخر میں آئندہ پانچ سال کے لیے شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کو صدر اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم کو حسب سابق ناظم اعلیٰ بنانے کی تجویز پیش کی تو اس پر پورا ہاؤس تائید میں کھڑا ہو گیا، حضرت قائد ملت کے تشریف فرما ہو جانے کے بعد عاجز نے ایک مرتبہ پھر حضرت قائد جمعیت دامت برکاتہم کی تجویز کو دہراتے ہوئے اس تجویز کی تائید طلب کی تو پورا مجمع ایک بار پھر تائید میں کھڑا ہو گیا، یوں یہ مرحلہ خوش اسلوبی سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔

بعض عناصر وفاق المدارس کے اس انتخاب کو بلاوجہ موضوع بحث بنائے ہوئے ہیں، کہا جا رہا ہے کہ بلا مقابلہ

انتخاب کروانا تھا تو یہ اجلاس منعقد ہی کیوں کیا گیا؟ تو عرض ہے کہ اجلاس کا انعقاد وفاق کے دستور کا تقاضا ہے اور علماء اپنے اور ملک کے دستور پر یقین رکھتے ہیں، اصول و قانون پرست ہیں، لیکن وہ مغربی جمہوریت کے دلدادہ نہیں کہ عہدوں اور مناصب کے حصول کے لیے کرپشن اور جدال کا سہارا لیں، ملک میں افراتفری اور لڑائی جھگڑے کا ماحول بنائیں، اہل علم وفضل نے اپنے اعلی ظرف اور شاندار روایت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بڑوں پر اعتماد کیا اور بجائے عہدوں کے حصول اور اپنے آپ کو بطور امیدوار پیش کرنے کے اپنے بڑوں کو یہ امانت تفویض کی اور وفاق کے اکابر ہمیشہ اپنے طبقہ اور قوم کی امیدوں پر پورے اترے۔

الحمدللہ! ہماری دینی قیادت نہ صرف ان مناصب کی اہل ہے، بلکہ وہ ملکی نظم ونسق چلانے کی بھی اہل ہیں، ہماری یہ روایات ہماری دیگر جماعتوں میں بھی قائم ہیں، قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم کو بھی جمعیت میں شامل بڑے بڑے علماء، زعماء مشائخ نے ہمیشہ کلیدی منصب پر فائز کیا ہے، اور علماء کا یہ فیصلہ اور طریقہ وفاق المدارس اور جمعیت علمائے اسلام اور دیگر مذہبی جماعتوں میں درست ثابت ہوا ہے۔

آخر میں عاجز نے شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کو دعوت خطاب پیش کی، حضرت دامت برکاتہم پرنم آنکھوں اور گلوگیر آواز کے ساتھ مجمع سے مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا:

خطاب شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم:

خطبہ مسنونہ کے بعد!

آج کے اس اجلاس کی مناسبت سے جتنا کچھ کہنے کی ضرورت تھی، وہ ساری باتیں الحمدللہ ہو چکی ہیں۔

میرا بھی یہ گمان تھا کہ کراچی بہت دور ہے اور شمالی علاقوں کے لوگ، پنجاب کے شمالی علاقے، خیبر پختونخوا، بلوچستان، اتنے دور سے کوئی معتبر حاضری نہیں ہوگی؛ لیکن ماشاءاللہ آپ نے اس اجلاس کی اہمیت کا جس طرح احساس کیا اور اس احساس کے ساتھ آپ جس بڑی تعداد میں تشریف لائے ہیں، یہ ہمارے حوصلوں کو بلند کرتا ہے اور درحقیقت جو ہماری جمعیت ہوتی ہے، ہمارا جو اکٹھ ہوتا ہے، وہی درحقیقت ہماری قوت ہوتی ہے اور وہی قوت میدان میں جنگ لڑ رہی ہوتی ہے۔

آپ کے آج کے اس اجتماع سے دنیا کو بھی اور ملک کے اندر بھی اداروں کو بھی یہ پیغام جا رہا ہے کہ پاکستان کے علماء کرام اور بالخصوص وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے وابستہ مدارس اور اساتذہ کرام مدارس کے معاملے میں کتنے حساس ہیں۔

آج ہم اکٹھے ہیں لیکن جب ہم یہاں سے رخصت ہوتے ہیں تو ہم دور دراز کے مدرسوں میں جاتے ہیں؛ اگر شہر

میں کوئی مدرسہ ہے تو کسی محلے کے اندر یا کسی دیہات میں دور دراز، جب وہ تنہا نظر آتا ہے تو ادارے اس پر دباؤ بھی ڈالتے ہیں، علاقے کا تھانہ دار بھی اپنی تھانیداری دکھاتا ہے اور اس طرح انفرادی طور پر ہمارے مہتممین حضرات کو دباؤ میں لایا جاتا ہے، لالچیں بھی اس کو دی جاتی ہیں، ترغیبات بھی ہوتی ہیں، ترہیبات بھی ہوتی ہیں اور دھمکایا بھی جاتا ہے؛ تو اس حوالے سے میں تو اپنے دوستوں کو ایک ہی مشورہ دیتا ہوں کہ کوئی بھی سرکاری اہلکار کسی بھی چھوٹے بڑے مدرسے میں جائے اور اس سے کچھ معلومات حاصل کرے یا اس سے کوئی بات چیت کرے یا اس کو دباؤ میں لانے کی کوشش کرے، تو کوئی دوسری بات نہ کرے، اسے کہیں کہ:

"میں وفاق المدارس سے وابستہ ہوں، ان تمام باتوں کا جواب آپ کو میری قیادت سے ملے گا، ان سے وابستہ ہوں، وہ آپ کو جواب دیں گے وہ میرا جواب ہے"۔

خود کبھی ان کے ساتھ الجھنے کی کوشش نہیں ہونی چاہیے۔

دینِ اسلام جماعت کو، نظم کو، انتہائی اہمیت دیتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام دامت برکاتہم نے دینی مدارس میں طلباء کی تربیت، معیارِ تعلیم کی بلندی، اپنے بڑوں پر اعتماد اور متفقہ پالیسی پر قائم رہنے کی نصیحت فرمائی، تقریباً 2 بج کر 10 منٹ پر اجلاس حضرت شیخ الاسلام دامت برکاتہم کی دعا پر اختتام پذیر ہوا، اجلاس کے اختتام پر عاجز نے جامعہ دارالعلوم کے صدر، نائب صدور، انتظامیہ اور اساتذہ کرام کا اجلاس کے بہترین انتظامات پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی جانب سے شکریہ ادا کیا، یوں یہ اجلاس بحمد اللہ اختتام پذیر ہوا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّم

دارالعلوم کراچی میں منعقدہ تاریخ ساز انتخابی اجلاس

مولانا عبدالقدوس محمدی

یکم اور دو جولائی 2026ء وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی تاریخ کے وہ یادگار ایام ہیں جنہوں نے ایک مرتبہ پھر اس عظیم دینی ادارے کی اجتماعیت، نظم، اتحاد اور شورائیت کی روشن روایات کو تازہ کر دیا۔

یکم جولائی کو جامعہ دارالعلوم کراچی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا جبکہ دو جولائی کو مجلس عاملہ، مجلس شوریٰ اور مجلس عمومی کا مشترکہ انتخابی اجلاس ہوا۔ شدید گرمی، ملک کے بعض علاقوں میں بدامنی اور دیگر کئی مسائل کے باوجود ملک کے چاروں صوبوں، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان سے ممتاز علماء کرام، شیوخ الحدیث، مہتممین مدارس، مفتیان کرام، دینی و سماجی شخصیات اور وفاق المدارس کے ذمہ داران طویل اور صبر آزما سفر طے کر کے جامعہ دارالعلوم کراچی پہنچے۔ کوئی کشمیر اور گلگت بلتستان کے پہاڑی علاقوں سے آیا، کسی نے خیبر پختونخوا کے شورش زدہ علاقوں سے سفر کیا، کوئی بلوچستان کے دُور افتادہ اور پرخطر علاقوں سے، کوئی پنجاب کے میدانوں سے، تو کوئی سندھ کے مختلف شہروں سے۔ دارالعلوم کراچی کے وسیع و عریض احاطے میں مہمانان گرامی کی بہار تھی۔ جامعہ کی وسیع مسجد مہمانوں سے بھر گئی تھی۔ ہر چہرے پر خدمتِ دین کا جذبہ، ہر شخص میں اخلاص کی جھلک اور ہر دل میں دینی مدارس کی بہتری اور ترقی کی فکر تھی۔ دارالعلوم کراچی کی صرف مسجد ہی نہیں بلکہ پورے دارالعلوم کے سبزہ زار، دارالاقامے، مہمان خانے ہر طرف بہار ہی بہار تھی۔ مختلف زبانوں اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے علماء کرام باہم ایسے شیر و شکر تھے جیسے ایک ہی خاندان کے افراد یا مدتوں سے بچھڑے پرانے رفقاء ہوں۔ کوئی جماعتی تقسیم نہ تھی۔ کوئی علاقائی یا لسانی تفریق نہ تھی بلکہ ہر شخص اس احساس کے ساتھ شریک تھا کہ وہ اپنے اکابر کی امانت کا امین، اپنے مدارس کا خادم اور اپنی نئی نسل کے مستقبل کا ذمہ دار ہے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان اکابر کے خونِ جگر سے سینچا ہوا وہ گلشن ہے جس سے لاکھوں طلبہ، ہزاروں مدارس اور نسلوں کی دینی تعلیم و تربیت وابستہ ہے۔ اہل مدارس کی یہی وہ اجتماعیت ہے جس نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو تقریباً سات دہائیوں سے اتحاد و یکجہتی اور اعتماد کی علامت بنا رکھا ہے۔ بلاشبہ برصغیر میں دینی تعلیم کے تحفظ، اسلامی علوم کی اشاعت اور دینی تشخص کے فروغ میں مدارسِ دینیہ نے بنیادی کردار ادا کیا۔ خصوصاً دارالعلوم دیوبند

کے قیام نے برصغیر ہی نہیں بلکہ عالم اسلام میں دینی تعلیم کی ایک مضبوط علمی روایت قائم کی۔ قیام پاکستان کے بعد جب ملک کے مختلف حصوں میں دینی مدارس کی تعداد میں اضافہ ہوا تو تعلیمی معیار، امتحانی نظام اور باہمی رابطے کے لیے ایک ایسے مرکزی ادارے کی ضرورت محسوس ہوئی جو مدارس کو ایک مشترکہ نظم میں جوڑ کر سکے۔ اسی احساس کے تحت 1959ء میں اکابر علماء کرام نے باہمی مشاورت، اخلاص اور دور اندیشی کے ساتھ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی بنیاد رکھی۔ آج یہ ادارہ نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کا سب سے بڑا نجی دینی تعلیمی و امتحانی بورڈ ہے، جو کسی سرکاری مالی امداد کے بغیر عوامی اعتماد اور علماء کرام کی شبانہ روز محنت سے اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔

وفاق المدارس کے ساتھ ملک بھر کے پچیس ہزار سے زائد مدارس و جامعات وابستہ ہیں، جن میں تیس لاکھ سے زائد طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ہر سال لاکھوں طلبہ کے امتحانات، اسناد کا اجرا، نصاب کی نگرانی، اساتذہ کی رہنمائی اور تعلیمی معیار کا تحفظ اس ادارے کی نمایاں خدمات میں شامل ہے۔

وفاق المدارس کی تاریخ اس کے اکابر قائدین کی بصیرت، دُور اندیشی، تقویٰ اور اجتماعیت سے عبارت ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے منصبِ صدارت پر یکے بعد دیگرے عالمِ ربانی علامہ شمس الحق افغانیؒ، شیخ الحدیث مولانا خیر محمد جالندھریؒ، محدث کبیر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، رئیس المحدثین مولانا سلیم اللہ خانؒ، شیخ المشائخ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ فائز رہے اور موجودہ دور میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم اس عظیم ذمہ داری کو نبھا رہے ہیں۔ اسی طرح نظامتِ اعلیٰ کے منصب پر مولانا مفتی محمودؒ، مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، مولانا سلیم اللہ خانؒ، مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ اور 1998ء سے مسلسل مولانا محمد حنیف جالندھری خدمات انجام دے رہے ہیں۔

وفاق المدارس کی تاریخ کا ایک منفرد پہلو یہ ہے کہ یہاں قیادت کو اقتدار نہیں بلکہ خدمت کی امانت سمجھا گیا۔ متعدد اکابر اپنی پوری زندگی اسی منصب پر خدمات انجام دیتے رہے اور ان کے وصال کے بعد ہی نئی قیادت منتخب ہوئی۔ بعض شخصیات پہلے ناظمِ اعلیٰ رہیں اور بعد ازاں صدر منتخب ہوئیں، جس سے ادارے میں تجربے اور تسلسل کی روایت مزید مضبوط ہوئی۔

یاد رہے کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے دستور کے مطابق ہر پانچ سال بعد صدر اور ناظم اعلی کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ دو جولائی کو منعقد ہونے والا مشترکہ اجلاس بھی دراصل دستوری اور انتخابی اجلاس تھا جس میں مجلس عمومی کے 1623 بشمول مجلس شوریٰ کے 358 ارکان کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی جن میں سے ملک بھر سے ایک ہزار سے زائد نمائندہ شخصیات شریک ہوئیں۔ انتخابی عمل انتہائی باوقار، پُرسکون اور خوشگوار ماحول میں مکمل ہوا۔ سرپرست

وفاق مولانا فضل الرحمن نے صدر کے لیے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم اور ناظمِ اعلیٰ کے لیے حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم کے نام پیش کیے جس کی پورے ہاؤس نے کھڑے ہو کر تائید کی۔

وہ منظر بڑا جذباتی اور روح پرور تھا جب بڑی تعداد میں اہل علم اپنی قیادت پر اعتماد کا اظہار کر رہے تھے یوں تمام اراکین نے مکمل اتفاقِ رائے سے آئندہ پانچ برس کے لیے بلا مقابلہ منتخب کر لیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کا دوسری مرتبہ صدر اور حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم کا مسلسل ساتویں مرتبہ ناظمِ اعلیٰ منتخب ہونا ان کی علمی، فقہی اور انتظامی خدمات پر بھرپور اعتماد کا اظہار تھا۔ یہ انتخاب دراصل افراد کا نہیں بلکہ خدمت، دیانت، تجربے، حکمت اور اجتماعی قیادت کے تسلسل کا انتخاب تھا۔

یاد رہے کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے انتخابات عام سیاسی یا تنظیمی انتخابات سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ یہاں نہ انتخابی مہم چلتی ہے، نہ عہدوں کے لیے دوڑ ہوتی ہے، نہ گروہ بندیاں، نہ لابنگ اور نہ ہی ذاتی مفادات کی کشمکش۔ وفاق کے اکابر نے ہمیشہ ذمہ داری کو امانت اور خدمت کو مقصد سمجھا ہے۔ اسی لیے تقریباً سات دہائیوں سے وفاق المدارس میں قیادت باہمی مشاورت، اعتماد اور اتفاقِ رائے سے منتخب ہوتی رہی ہے۔ یہی روایت وفاق المدارس کے استحکام کا سب سے بڑا راز ہے۔ اس ادارے کی تاریخ اس حقیقت کی شاہد ہے کہ یہاں افراد سے زیادہ ادارے، عہدوں سے زیادہ ذمہ داریاں اور خواہشات سے زیادہ اجتماعیت کو اہمیت دی جاتی ہے۔ یہی مزاج وفاق المدارس کو منفرد مقام عطا کرتا ہے۔

دو جولائی کے مشترکہ اجلاس میں کئی شخصیات نے اپنے خیالات و تاثرات کا اظہار کیا، وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے وابستگی، اس ادارے کی خدمات اور مدارس دینیہ کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی، اس مختصر سی تحریر میں سب حضرات کا فرداً فرداً تذکرہ ممکن نہیں آخر میں اجلاس کے کچھ منتخب شرکاء اور اظہار خیال کرنے والے حضرات کے اسماء گرامی پر ہی اکتفاء کیا جائے گا۔

اجلاس میں تین کلیدی خطبات ہوئے صدر وفاق مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اختتامی اور صدارتی خطاب فرمایا ان سے قبل سرپرست وفاق مولانا فضل الرحمن صاحب کی فکر انگیز گفتگو ہوئی اور ان سے قبل مولانا محمد حنیف جالندھری نے جامع خطاب فرمایا جس میں گزشتہ روز ہونے والے مجلس عاملہ کے اجلاس کے فیصلوں کی تفصیل بتا کر ہاؤس سے ان کی منظوری اور تائید حاصل کی گئی۔

واضح رہے کہ یکم جولائی کو منعقد ہونے والے مجلس عاملہ کے اجلاس میں تعلیمی، امتحانی اور تنظیمی امور کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور متعدد اہم فیصلے کیے گئے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ سالانہ امتحانات حسب سابق ایک ہی مرحلے میں منعقد

ہوں گے اور دو مرحلوں میں امتحانات لینے کا سابقہ فیصلہ واپس لیا جاتا ہے۔

امتحانی نظام کو مزید شفاف، منظم اور نقل سے پاک بنانے کے لیے امتحانی عملے اور صوبائی ذمہ داران کی باقاعدہ تربیت کا فیصلہ کیا گیا۔ مدارس کو ہدایت کی گئی کہ نگرانی کے لیے صرف تجربہ کار، دیانت دار اور اہل افراد کو مقرر کیا جائے۔ اجلاس نے اس امر پر بھی زور دیا کہ وفاق المدارس کی جانب سے طے کردہ نصاب مکمل کرانا تمام مدارس کے لیے لازم ہوگا اور نصاب میں کسی قسم کی کمی یا اختصار کی اجازت نہیں ہوگی۔

اسی طرح یکم رجب سے قبل تکمیل بخاری یا سالانہ تقریبات کے انعقاد پر بھی پابندی عائد کر دی گئی تاکہ یکسوئی سے نصاب مکمل کیا جا سکے۔ معاشرے کے عام افراد کے لیے دو سالہ ''دراساتِ دینیہ'' پروگرام کو آن لائن جاری رکھنے کی منظوری دی گئی۔ اجلاس میں مدارس کی رجسٹریشن اور بینک اکاؤنٹس کے مسائل کے فوری حل پر زور دیا گیا، صوبائی سطح پر قانون سازی کے لیے کوششیں تیز کرنے کی ہدایت دی گئی اور اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ مدارس کی آزادی، دینی تشخص، نصاب اور نظام پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ اجلاس میں صدر وفاق اور سرپرست وفاق المدارس کے کلیدی خطبات میں دہشت گردی کے نام پر دین اور جہاد کو بدنام کرنے والے عناصر کی سخت مذمت کی گئی اور مدارس کے ذمہ داران سے اپیل کی گئی کہ وہ طلبہ اور عوام کی درست رہنمائی کرتے رہیں۔

اس تاریخی اجتماع میں سرپرست وفاق مولانا فضل الرحمن، صدر وفاق مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، ناظمِ اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری، شیخ الحدیث مولانا انوار الحق، مولانا عبیداللہ خالد، مولانا سعید یوسف خان، مولانا سید سلیمان بنوری، مولانا مفتی محمد طیب، مولانا قاری احمد میاں تھانوی، مولانا مفتی عبدالستار، مولانا فیض محمد، مولانا صلاح الدین، مولانا امداد اللہ، مولانا مفتی عبدالرحمن، مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا حسین احمد، مولانا قاضی نثار، مولانا راشد محمود سومرو، مولانا اورنگزیب فاروقی، مولانا ناصر محمود سومرو، مولانا محمد انور، مولانا خالد محمود، مولانا راحت علی ہاشمی، مولانا ظہور احمد علوی، مولانا سید عبدالبصیر شاہ، مولانا منظور مینگل، مولانا قاری عثمان، مولانا مفتی انور شاہ، مولانا سلیمان الحق، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا حسن جان، مولانا مفتی طاہر مسعود، مولانا حامد حسن، مولانا ارشد عبید، مدیر ماہنامہ وفاق المدارس مولانا محمد احمد حافظ، مولانا طلحہ رحمانی، مولانا عبدالقدوس محمدی، مولانا احمد حنیف جالندھری، مولانا محمد ابراہیم سکرگاہی، مولانا قاری طاہر، مولانا مفتی ناصر محمود، مولانا حسین احمد خاران، مولانا قاری عزیز الرحمن رحیمی اور دیگر ممتاز علماء و ذمہ داران شریک ہوئے جن میں سے سب کے ناموں کا تذکرہ ممکن نہیں۔

اجلاس کے دوران وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر کے ناظم مولانا عبدالمجید صاحب کی سربراہی میں مرکزی دفتر کا عملہ مسلسل تین دن تک مختلف خدمات سرانجام دیتا رہا۔ (بقیہ: صفحہ نمبر ۳۲)

شوراورشُوریٰ

مولانامحمدزبیر
استاذ جامعہ خیرالمدارس ملتان

ملتوں کی تاریخ اگرکسی ایک مستقل کشمکش کا عنوان ہےتو وہ شوراورشُوریٰ کی کشمکش ہے۔ایک طرف شور ہے، جو جذبات کو بھڑکا تا،فضا کوگرماتا اورلمحوں کے ہنگامے کوحقیقت کا نام دینے کی کوشش کرتا ہے؛ دوسری طرف شُوریٰ ہے، جوسکونِ فکر،پختگیِ نظراوراجتماعی بصیرت کے ساتھ ایسے فیصلے صادر کرتی ہے جوسفینۂ ملت کوطلاطم خیز موجوں اور ہلاکت آفریں منجدھار سے بسلامت ساحل تک لے جانے کا باعث بنتے ہیں۔شور کا سرمایہ محض جذبات ہوتے ہیں،جبکہ شُوریٰ کا سرمایہ بصیرت۔شور کی صدائے رعدآسا صرف کانوں کے پردے پھاڑتی ہے،جبکہ شوریٰ عقل و ضمیرکومطمئن کرتی ہے۔شور کا شعلہ تیز ضرور بھڑکتا ہے،مگر جلدراکھ ہوجاتا ہے مگرشوریٰ کا چراغ آہستہ آہستہ روشن ہوتاہے،مگراس کی روشنی نسلوں کی راہ منورکرجاتی ہے۔

اسلام نے امت کوہجوم کی نفسیات نہیں سکھائی، بلکہ اجتماعیت کا شعور عطا کیا ہے۔اسی لیےقرآنِ حکیم نے اہلِ ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے عبادت، انفاق اورتقویٰ کے ساتھ جس وصف کو نمایاں فرمایا، وہ یہی تھا: ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾۔

گویا اسلامی معاشرے میں شوریٰ کوئی انتظامی ضابطہ نہیں، بلکہ ایک دینی اصول، ایک شرعی قدراورایک اخلاقی امانت ہے۔اسی بنیاد پراجتماعی فیصلوں کی حرمت قائم ہوتی ہے، اوراسی سے اداروں کی ساکھ اورملت کی وحدت محفوظ رہتی ہے۔تاریخ کا ایک اٹل قانون یہ بھی ہے کہ جب کسی ادارے کواستحکام نصیب ہوتا ہے، جب کسی قافلے کو سمت ملتی ہے، جب کسی قیادت پراہلِ نظر کا اعتماد بار بارتازہ ہوتاہے،تواس کے ساتھ اعتراضات کی صدائیں بھی بلند ہونے لگتی ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں؛ رسمِ دنیا بھی ہے اوردستور بھی ہے کہ ہمیشہ سے سنگ شجرِ بارآورہی کی طرف اچھالا گیا ہے۔لیکن اہلِ بصیرت جانتے ہیں کہ پتھر درخت کی بےثمری کی دلیل نہیں ہوتے، بلکہ اس کے بارآور ہونے کا اعلان ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہراعتراض کسی کمزوری کا پتہ نہیں دیتا؛ بعض اوقات وہ اس اثر ورسوخ کا اعتراف بھی ہوتا ہے جو کسی شخصیت یا ادارے نے اپنی خدمت، استقامت اور کردار سے حاصل کیا ہو۔البتہ

انصاف کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ہر اختلاف کو حسد کا نام نہ دیا جائے، اور ہر اعتراض کو تحقیق سمجھ لینے کی سادہ لوحی بھی نہ کی جائے۔ اہلِ نظر ہمیشہ دلیل کو دیکھتے ہیں، شور کو نہیں۔ اختلاف اگر دلیل کی بنیاد پر ہو تو علم کی خدمت بن جاتا ہے، اور اگر دلیل سے بے نیاز ہو جائے تو محض شور رہ جاتا ہے، جس کی گونج وقتی ہوتی ہے اور اثر عارضی۔

ادارے افراد کے گرد نہیں گھومتے، بلکہ اصولوں کی بنیاد پر استوار ہوتے ہیں۔ کسی ادارے کی اصل قوت اس کی عمارتوں، وسائل یا دفاتر میں نہیں، بلکہ اس اعتماد میں ہوتی ہے جو اس کے نظامِ شوریٰ پر قائم ہو۔ اسی لیے اہلِ علم یہ نہیں پوچھتے کہ فیصلہ کس کے حق میں ہوا؛ وہ پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ فیصلہ کس نے کیا، کس طریقے سے کیا، اور کن بنیادوں پر کیا۔ اگر فیصلہ اہلِ حل وعقد کی اجتماعی مشاورت سے صادر ہوا ہو تو اس کا احترام کسی فرد کا احترام نہیں، بلکہ ایک اصول، ایک روایت اور ایک دینی امانت کا احترام ہے۔

ان معروضات کو پیشِ نظر رکھیے، پھر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلسِ شوریٰ، مجلسِ عاملہ اور مجلسِ عمومی کے حالیہ فیصلے کا مطالعہ کیجیے۔ مجلسِ عمومی نے مسلسل ساتویں مرتبہ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب کو ناظمِ اعلیٰ منتخب کیا۔ اہلِ مدارس نے اس فیصلے کو کسی شخصیت کی فتح نہیں سمجھا، بلکہ ایک آزمودہ انتظامی قیادت پر اعتماد کی تجدید، ادارہ جاتی تسلسل کی توثیق اور شورائی نظام کی کامیابی کا مظہر قرار دیا۔ لیکن اس فیصلے کے بعد بعض حلقوں سے ایسے اعتراضات سامنے آئے جن سے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی کہ گویا انتخاب محلِّ نظر ہے۔

یہاں پہلا سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ اعتراض آخر ہے کس پر؟ اگر اعتراض کسی فرد پر ہے تو اس کا جواب اس کی خدمات، کردار اور کارکردگی کی روشنی میں دیا جا سکتا ہے؛ لیکن اگر اعتراض اس انتخاب پر ہے تو پھر اس کا رخ لازماً اس مجلسِ عمومی کی طرف مڑتا ہے جس میں ملک بھر کے ہزاروں علماء کی نمائندگی موجود ہے، اور جس نے یہ فیصلہ اجتماعی مشاورت سے صادر کیا۔ کیونکہ یہ انتخاب نہ کسی فردِ واحد کی خواہش کا نتیجہ تھا، نہ کسی محدود حلقے کی پسند کا؛ بلکہ ان اکابرِ ملت کے غور وخوض کا حاصل تھا جن کی زندگیاں علم، تقویٰ، دیانت اور خدمتِ دین کی روشن مثال ہیں۔ اس لیے اس فیصلے پر گفتگو کا آغاز شخصیات سے نہیں، بلکہ اس شورائی نظام سے ہونا چاہیے جس کی نمائندگی مجلسِ شوریٰ، مجلسِ عاملہ اور مجلسِ عمومی کرتی ہیں۔ کیونکہ اصل بحث کسی ایک شخص کی نہیں، بلکہ اس اعتماد کی ہے جو اہلِ شوریٰ نے اپنے اجتماعی فیصلے کے ذریعے ظاہر کیا ہے۔

اسی زاویۂ نظر سے اب ان اعتراضات کا جائزہ لیجیے، اور پھر خود فیصلہ کیجیے کہ وزن دلیل کے پلڑے میں زیادہ ہے یا شور کی گونج میں؟ اعتراض کرنے والوں کی سب سے زیادہ دہرائی جانے والی بات یہ ہے کہ:

''آخر مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب نے ایسا کیا کیا ہے کہ انہیں مسلسل سات مرتبہ ناظمِ اعلیٰ منتخب کیا جا رہا ہے؟''

بادی النظر میں یہ ایک سوال ہے، مگر ذرا گہرائی میں جائیے تو معلوم ہوگا کہ اس کے باطن میں ایک اور سوال پوشیدہ ہے، اور وہ یہ کہ: کیا ملک کے ممتاز اکابرِ علم، مختلف صوبوں کے نمائندگان، ہزاروں علماء کی نمائندہ مجلسِ عمومی، مجلسِ شوریٰ اور مجلسِ عاملہ سات مرتبہ ایک ایسے شخص پر اعتماد کرتی رہیں جس کے پاس اس اعتماد کے اسباب ہی موجود نہ تھے؟ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اعتراض سے پہلے اس اعتماد کے اسباب کو سمجھنے کی کوشش کی جائے؛ کیونکہ اعتماد محض نعروں سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ طویل خدمت، ثابت قدمی اور مسلسل کارکردگی سے حاصل ہوتا ہے۔

یہ سوال دراصل کسی ایک فرد کے متعلق نہیں، بلکہ پورے شورائی نظام سے متعلق ہے۔ اگر ایک مرتبہ انتخاب ہوتا تو اسے اتفاق کہا جا سکتا تھا، دوسری مرتبہ ہوتا تو روایت کا نام دیا جا سکتا تھا، لیکن جب بدلتے ہوئے حالات، مختلف ادوار، مختلف مزاج رکھنے والے اکابر، نئی تشکیل پانے والی مجلسِ عاملہ اور ہزاروں علماء پر مشتمل مجلسِ عمومی بار بار ایک ہی نتیجے پر پہنچیں، تو یہ محض اتفاق نہیں رہتا؛ یہ اعتماد کی ایک مسلسل تاریخ بن جاتا ہے۔

یہ بھی پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان گذشتہ کئی دہائیوں میں محض ایک امتحانی بورڈ نہیں رہا، بلکہ ایک ہمہ گیر تعلیمی، تنظیمی اور انتظامی ادارہ بن چکا ہے۔ ہزاروں مدارس، لاکھوں طلبہ، وسیع امتحانی نظام، اسناد کی نگرانی، نصابی و انتظامی ہم آہنگی، مختلف قومی مواقع پر دینی مدارس کی نمائندگی اور بے شمار تنظیمی ذمہ داریاں؛ یہ سب کسی ایک دن کی کاوش کا نتیجہ نہیں ہوتیں۔ ان کے لیے مسلسل محنت، تجربہ، برداشت، نظم وضبط اور ادارے کے مزاج سے گہری واقفیت درکار ہوتی ہے۔ یہ کہنا بالکل درست ہے کہ یہ تمام خدمات کسی ایک فرد کا کارنامہ نہیں ہوتیں۔ ادارے ہمیشہ اجتماعی کوششوں سے آگے بڑھتے ہیں، اور وفاق المدارس کی ترقی بھی اس کے اکابر، مجلسِ شوریٰ، مجلسِ عاملہ، کارکنان اور وابستگان کی مشترکہ محنت کا ثمر ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ کہنا بھی انصاف کے خلاف ہوگا کہ اس پورے انتظامی سفر میں ناظمِ اعلیٰ کی ذمہ داری، قیادت اور مسلسل شبانہ روز محنت کو یکسر نظرانداز کر دیا جائے۔

حالیہ انتخاب میں تو ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس پر مطلع ہونے کے بعد بھی اگر اس انتخابِ لاجواب پر کوئی سوال اٹھاتا ہے تو مجھے نہیں معلوم کہ لغت میں اس کے لیے حسد اور بغض کے علاوہ کوئی اور لفظ موجود ہے؟ مجلسِ عاملہ کے اجلاس میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے، اپنے زہد، منکسر المزاجی اور بے نفسی کے مطابق، یہ اظہار فرمایا کہ اگر مجلس مناسب سمجھے تو انہیں منصبِ صدارت سے سبک دوش کر دیا جائے، بلکہ صدارت کی ذمہ داری مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب کے سپرد کر دی جائے۔ یہ سن کر مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب نے بھی اسی بے نفسی کے ساتھ عرض کیا کہ اگر مجلس کسی نئے شخص کو ناظمِ اعلیٰ کی ذمہ داری دینا چاہتی ہے تو وہ بخوشی اس فیصلے کو قبول کریں

گے۔ پھر فیصلہ کس نے کیا؟ نہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے۔ نہ مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب نے۔ فیصلہ مجلسِ عاملہ نے کیا۔ اور اسی موقع پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے وہ بات کہی جو اس سارے قضیے کا حاصل ہے۔ انہوں نے فرمایا:

''صدر مفتی محمد تقی عثمانی صاحب ہی رہیں گے، ناظم مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب ہی رہیں گے، اور اس پر ہمارا اجماع ہے۔''

یہ دراصل کسی فرد کی فتح یا شکست کا معاملہ نہیں تھا؛ یہ شور اور شوریٰ کا فرق تھا۔ اب اگر اس کے بعد بھی کوئی شخص یہ کہے کہ ''ہمیں فلاں شخصیت پسند نہیں''، تو یہ اس کی ذاتی رائے ہو سکتی ہے؛ لیکن جب اسی بنیاد پر ایک اجتماعی فیصلے کی ساکھ کو مجروح کرنے کی کوشش کی جائے تو پھر اعتراض کسی فرد پر نہیں رہتا، بلکہ اس پورے شورائی نظام پر جا پڑتا ہے جسے اکابرِ ملت نے قائم کیا اور اپنی اجتماعی بصیرت سے مضبوط بنایا۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس معاملے میں سب سے بلند آوازیں انہی حلقوں سے سنائی دیں جن کا نہ وفاق کے انتظامی معاملات سے براہِ راست تعلق ہے، نہ مجلسِ عاملہ میں کوئی ذمہ داری، نہ مجلسِ عمومی میں کوئی کردار، بلکہ بعض وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی راہ الگ اختیار کر لی ہے۔ اختلاف ہر شخص کا حق ہے، لیکن اختلاف کا وقار اسی وقت باقی رہتا ہے جب وہ درست معلومات، دیانت اور انصاف پر قائم ہو۔

لہٰذا اصل سوال یہ نہیں کہ ''کون منتخب ہوا؟'' بلکہ یہ ہے کہ ''انتخاب کن لوگوں نے کیا، کس طریقے سے کیا، اور کن بنیادوں پر کیا؟'' اگر اس سوال کا جواب اطمینان بخش ہے تو علمی دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ اس فیصلے کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ اختلاف باقی رہے تو بھی تہذیب کے دائرے میں رہے، اور اگر دلیل موجود نہ ہو تو کم از کم خاموشی اختیار کی جائے؛ کیونکہ شور وقتی طور پر فضا کو بھر سکتا ہے، مگر تاریخ کے حافظے میں جگہ شوریٰ کے فیصلوں کو ملتی ہے، شور کی آوازوں کو نہیں۔ شور گزر جاتا ہے، شوریٰ باقی رہتی ہے تاریخ کا فیصلہ اکثر وہ نہیں ہوتا جو ہجوم کی آوازیں سناتی ہیں، بلکہ وہ ہوتا ہے جس پر اہلِ بصیرت کی شوریٰ مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہے۔ آج کا شور، کل کی خاموشی میں گم ہو جائے گا؛ لیکن شوریٰ کے فیصلے آنے والی نسلوں کے لیے روایت، نظیر اور رہنمائی بن کر باقی رہیں گے۔ شور لمحوں کا ہنگامہ ہے، شوریٰ صدیوں کی روایت۔ شور کی آواز کانوں میں گونجتی ہے، شوریٰ کا فیصلہ تاریخ کے حافظے میں محفوظ رہتا ہے۔

سیاستِ شرعیہ کا جدید وقدیم لٹریچر اور علامہ عثمانی کی کتاب کا امتیاز

شہزادہ غازی بن محمد کی نظر میں

تحریر وترجمہ: عبدالوہاب سلطان

پرنس غازی بن محمد اردن کے فلسفی مفکر اور سیاستدان ہیں، شاہی خانوادے کے نمایاں افراد میں سے ہیں، امریکہ اور برطانیہ کی صف اول کے یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کی ہے۔ اسلامی موضوعات پر علم، مطالعہ اور تحقیق کے ساتھ سیاسی اور ریاستی عہدوں پر بھی براجمان رہے ہیں۔ انہیں سیاست شرعیہ پر ایک ایسے کتاب کی جستجو تھی جو ایک طرح اسلامی سیاست کے اصولوں کو کسی سیاسی تحریک یا جماعتی، گروہی تعصب سے بالاتر ہوکر، خالص علمی اور غیر جانبدارانہ انداز میں منقح کر کے پیش کرے، دوسری طرف عصر حاضر کے پیچیدہ سیاسی اور ریاستی میکنزم میں سیاست شرعیہ کے اطلاق اور تطبیق کو بھی موضوع بحث بنا کر عملی تنفیذ کی راہیں سلجھائے۔

اس مقصد کے لیے انہوں نے عربی اور انگریزی زبان میں دستیاب قدیم وجدید لٹریچر کا وسیع مطالعہ کیا، لیکن ان کے اپنے اعتراف کے مطابق یہ علمی تشنگی اس وقت دور ہوئی جب حضرت علامہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب (حفظہ اللہ تعالیٰ) کی گراں قدر تصنیف ”اسلام اور سیاسی نظریات“ ان کے ہاتھ لگی۔ اسی تاثر کے تحت انہوں نے اس کتاب کے انگریزی ترجمے کے لیے ایک نہایت وقیع مقدمہ تحریر کیا، جس میں نہ صرف سیاستِ شرعیہ کے کلاسیکی اور معاصر لٹریچر کا بصیرت افروز تجزیہ پیش کیا، جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، بلکہ یہ بھی واضح کیا کہ علامہ عثمانی کی یہ تصنیف اپنے منہج، اعتدال، علمی دیانت، جامعیت، مصنف کے عملی ومشاہداتی تجربہ، وسیع فکری اور قانونی مطالعہ، اور عصرِ حاضر سے معنوی ربط اور ریلیونسی کے اعتبار سے دیگر کتابوں کے مقابلے میں کس طرح ایک منفرد اور امتیازی مقام رکھتی ہے۔ ذیل میں پرنس صاحب کے انگریزی مقدمہ کے اقتباسات کی اردو ترجمانی پیش کی گئی ہے، اس سے ان کے مدعا کو براہ راست سمجھنے میں مدد ملے گی۔ پرنس غازی صاحب لکھتے ہیں:

برسوں سے میری خواہش تھی کہ اسلام اور سیاست کے باہمی تعلق پر ایسی جامع اور متوازن کتاب سامنے آئے جو اہلِ سنت کے مستند اصولی منہج، یعنی ائمۂ اربعہ کی فقہی روایت اور اصولی فکر کی روشنی میں، اس موضوع کا ایسا منصفانہ اور ہمہ گیر جائزہ پیش کرے جو ایک طرف اسلامی تعلیمات کی صحیح ترجمانی کرے اور دوسری طرف عصرِ حاضر کے پیچیدہ سیاسی حالات اور زمینی حقائق کو بھی نظر انداز نہ کرے۔ میرے پیشِ نظر ایسی کتاب تھی جو یہ واضح کرے کہ

اسلامی سیاسی اصول اپنے اٹل اور دائمی ہونے کے باوجود بدلتے ہوئے حالات میں کس طرح نافذ ہوتے ہیں، اور بدلتے ہوئے زمانے کے تقاضوں کے ساتھ ان کی عملی تطبیق کن بنیادوں پر استوار ہوتی ہے۔اب جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، یعنی"اسلام اور سیاسی نظریات": یعنی اسلامی سیاسی اصول اور ان کا عملی اطلاق، یہ حضرت علامہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی اسی نوعیت کی ایک گراں قدر تصنیف ہے۔میرے نزدیک اس نے اس علمی تشنگی کو بڑی حد تک دور کر دیا ہے، بلکہ بعید نہیں کہ آپ بھی اس کے مطالعے کے بعد یہی محسوس کریں۔" آگے سیاست شرعیہ پر موجود لٹریچر کے مختلف زاویوں کا دلچسپ تجزیہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:" یہ بات اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ اسلام اور سیاست پر عربی ہی نہیں، انگریزی زبان میں بھی بے شمار کتابیں موجود ہیں، لیکن ان میں سے اکثر چند معروف رجحانات کے گرد گھومتی ہیں۔

1۔۔ایک طبقہ ان مصنفین کا ہے جو محض علمی اور تاریخی زاویے سے مسلمانوں کی سیاسی فکر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ان کی کتابیں مختلف ادوار میں پیش کیے گئے سیاسی نظریات کا تاریخی تجزیہ تو پیش کرتی ہیں، مگر یہ واضح نہیں کرتیں کہ اسلامی شریعت آج کے دور میں عملاً کس رہنمائی کی متقاضی ہے۔

2۔۔دوسرا رجحان ان کتابوں کا ہے جو کسی خاص سیاسی تحریک یا جماعت کے نظریات کی وکالت کرتی ہیں۔ان میں اسلام کی سیاسی تعلیمات کو ایک مخصوص جماعتی فکر کے تناظر میں بیان کیا جاتا ہے، اور سید قطب سے لے کر راشد الغنوشی تک مختلف اہلِ فکر کی آراء انہی زاویوں سے پیش کی جاتی ہیں۔

3۔۔تیسرا رجحان وہ ہے جو سلفی یا جہادی تعبیرات پر مشتمل ہے۔اس لٹریچر میں ابن تیمیہ اور محمد بن عبد الوہاب سے لے کر بعد کے شدت پسند مصنفین تک کی آراء، بلکہ القاعدہ، داعش اور اسی نوع کے گروہوں کی تحریریں بھی شامل ہیں۔۔۔۔۔۔۔مجموعی طور پر اس لٹریچر کی بنیاد ایک خاص سیاسی و عسکری تصور پر قائم ہے۔

4۔۔اسی طرح ایک اور طبقہ ان مصنفین کا ہے جو اسلام کو جدید مغربی سیاسی تصورات، مثلاً لبرل ازم، جمہوریت یا جدید سیکولر سیاسی فلسفے کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ اسلامی تعلیمات کی تعبیر بھی انہی نظریات کے مطابق کی جاتی ہے۔

5۔۔کچھ تحریریں ایسی بھی ہیں جن میں قومی یا سیاسی مقاصد کو اسلامی تعلیمات کا عنوان دے دیا جاتا ہے، اور یوں وقتی سیاسی مطالبات کو دینی نصوص کے ذریعے تقویت پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

6۔۔اس کے برعکس ایک اور طرزِ تحریر وہ ہے جو محض موجودہ ریاستی نظام یا حکمرانوں کے اقدامات کو اسلامی جواز فراہم کرنے کے لیے قرآن وسنت سے استدلال کرتی ہے، گویا نصوصِ شرعیہ کو پہلے سے طے شدہ سیاسی نتائج کے حق

میں استعمال کیا جاتا ہے۔

7۔۔آخر میں وہ کلاسیکی فقہی سرمایہ ہے جس میں امام ماوردی کی الأحكام السلطانية اوراس نوع کی دوسری بلند پایہ تصانیف شامل ہیں۔

ان کتابوں کی علمی حیثیت مسلم ہے، اور اسلامی سیاسی فقہ کی بنیاد بھی انہی پر قائم ہے، لیکن ظاہر ہے کہ ان کی تصنیف ایسے دور میں ہوئی تھی جس کے سیاسی، سماجی اور تہذیبی حالات آج کی دنیا سے یکسر مختلف تھے۔ بالخصوص ٹیکنالوجی، بین الاقوامی تعلقات اور ریاستی نظم کے میدان میں جو بنیادی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں، ان کے پیشِ نظر موجودہ حالات کا ازسرِ نو جائزہ لینا ناگزیر ہو گیا ہے، تاکہ شریعت کے ابدی اصول اپنی صحیح روح کے ساتھ آج کے ماحول میں نافذ ہو سکیں۔''

ان تمام رجحانات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ تمام اقسام میں سے کوئی بھی اُن لوگوں کی ضرورت پوری نہیں کرتی جو یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اہلِ سنت کی اصولی سیاسی فکر کو آج کی دنیا میں کس طرح بروئے کار لایا جائے۔ بظاہر یہ بات عجیب محسوس ہو سکتی ہے، کیونکہ اسلام کے اصول تو ہمیشہ سے اٹل، عالم گیر اور ہر زمانے، ہر جگہ اور ہر معاشرے کے لیے یکساں معتبر ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہی دائمی اصولوں کا صحیح اور عادلانہ اطلاق اسی وقت ممکن ہے جب زمانے، حالات، معاشرے اور انسانوں کی عملی صورتِ حال کو اچھی طرح سمجھا جائے۔

علامہ عثمانی کی کتاب کی۔نمایاں خصوصیات: اسی لیے حضرت علامہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی یہ کتاب غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کی نمایاں خصوصیات میں پہلی خصوصیت یہ ہے کہ:

1۔۔اس کتاب میں قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہ اور سنتِ مطہرہ میں سیاست وریاست سے متعلق منتشر نصوص کو نہایت جامع انداز میں یکجا کر دیا گیا ہے، بلکہ یوں کہنا بجا ہوگا کہ اس موضوع کے تقریباً تمام بنیادی شرعی مآخذ کا ایک مربوط اور منظم خلاصہ اس میں سمٹ آیا ہے۔ یہ کام حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کے غیر معمولی وسعتِ علم، گہرے فہم، دقیق بصیرت اور بے مثال قوتِ استنباط کا آئینہ دار ہے، اور کتاب کا ہر صفحہ اس حقیقت کی گواہی دیتا ہے۔

2۔۔اس کتاب کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اسلامی سیاسی فکر کی اصولی روایت کا جامع خلاصہ پیش کیا گیا ہے، اور خاص طور پر سلطنتِ عثمانیہ کے تقریباً سات سو سالہ حنفی سیاسی وانتظامی تجربے سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ خلافتِ عثمانیہ اسلامی تاریخ میں سب سے طویل عرصے تک قائم رہنے والی ریاست تھی، جہاں سیاسی حالات مسلسل تغیر پذیر رہے، جہاد کے مختلف مراحل پیش آئے، اور متعدد غیر مسلم اقلیتیں اسلامی ریاست کے اندر

امن وامان اور قانونی تحفظ کے ساتھ زندگی بسر کرتی رہیں۔اس کے باوجود مصنف نے اپنے آپ کو صرف حنفی نقطۂ نظر تک محدود نہیں رکھا، بلکہ جہاں جمہور فقہائے امت (یعنی دیگر تین فقہی مذاہب) کی رائے زیادہ مضبوط یا عملی اعتبار سے زیادہ موزوں محسوس ہوئی، وہاں اسے بھی پورے انصاف کے ساتھ پیش کیا ہے۔

3. تیسری نمایاں خوبی یہ ہے کہ پوری کتاب غیر معمولی علمی دیانت اور غیر جانب داری کی آئینہ دار ہے۔اس میں نہ کسی پوشیدہ سیاسی ایجنڈے کی جھلک ملتی ہے، نہ کسی ذاتی مفاد کی آمیزش، اور نہ ہی جذباتی یا خواہشِ نفس پر مبنی استدلال کی گنجائش دکھائی دیتی ہے۔مصنف نے ہر مسئلے کو خالص علمی اور شرعی معیار پر پرکھنے کی کوشش کی ہے۔

4۔۔چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتاب نہ تو شریعت کے کسی اصول پر سمجھوتہ کرتی ہے اور نہ ہی محض حالات سے مرعوب ہو کر اسلامی تعلیمات میں ترمیم کی راہ اختیار کرتی ہے۔اسی بنا پر اس میں بہت سی ایسی باتیں بھی بیان ہوئی ہیں جو موجودہ ریاستوں اور حکمرانوں کے لیے شاید خوش آئند نہ ہوں۔تاہم دوسری طرف مصنف نے ایسی غیر ضروری سخت گیری سے بھی اجتناب کیا ہے جو محض جذباتی مذہبی جوش کی بنا پر لوگوں پر بلاوجہ مشقت مسلط کر دے۔ یوں کتاب اعتدال، حقیقت پسندی اور شرعی توازن کا حسین نمونہ بن گئی ہے۔

5۔۔پانچویں امتیاز کا تعلق خود حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی علمی شخصیت سے ہے۔انہوں نے اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ تاریخ، سیاسی فکر، اور بالخصوص مغربی تاریخ اور جدید مغربی سیاسی نظریات کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہے۔ اس درجے کی وسعتِ مطالعہ رکھنے والے علماء ہر دور میں کم ہی پیدا ہوتے ہیں، حالانکہ عصرِ حاضر کے سیاسی مسائل کو صحیح تناظر میں سمجھنے کے لیے اس نوعیت کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

6۔۔چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے صرف نظری مباحث پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ پاکستان میں اسلامی عدالتی نظام سے اپنی عملی وابستگی اور ملکی آئینی ارتقا کے مختلف مراحل میں اپنی براہِ راست شرکت اور تجربات سے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔اس لیے کتاب میں محض علمی بحث نہیں، بلکہ عملی تجربے کی پختگی بھی نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے۔

7۔۔ساتویں اور آخری نمایاں خوبی یہ ہے کہ پوری کتاب نہایت سادہ، واضح اور رواں اسلوب میں لکھی گئی ہے، .....''آخر میں لکھتے ہیں: انہی وجوہات کی بنا پر، بلکہ ان کے علاوہ بھی متعدد اسباب کے پیشِ نظر، میری رائے میں اسلام اور سیاست کے موضوع پر عصرِ حاضر میں لکھی جانے والی کتابوں میں یہ ایک غیر معمولی اور ممتاز تصنیف ہے، خصوصاً انگریزی زبان میں اس کا کوئی ہم پلہ کام میری نظر سے نہیں گزرا۔اسی لیے میں اسلام کی سیاسی فکر کو سنجیدگی، اعتدال اور اصولی بنیادوں پر سمجھنے کے خواہش مند ہر طالبِ علم، محقق اور صاحبِ فکر کو اس کتاب کے مطالعے کی بھرپور سفارش کرتا ہوں۔واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب۔

تبصرہ کتب

تفسیر کشف القرآن

تالیف: شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی۔صفحات: 744۔طباعت: عمدہ۔ ملنے کا پتا: مکتبہ رشیدیہ، جامعہ فاروقیہ شجاع آباد ضلع ملتان۔رابطہ نمبر: 0322-6102570

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہے جو پوری انسانیت کے لیے ہدایت، رحمت اور کامیابی کا سرچشمہ ہے۔قرآن کریم کے معانی، اَحکام، مقاصد اور حکمتوں کو واضح کرنے کے علم کو ''تفسیر'' کہا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اپنے قول، فعل اور عمل کے ذریعے قرآن کی تفسیر فرمائی، پھر صحابۂ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین اور ہر دور کے علماء نے اس عظیم خدمت کو آگے بڑھایا۔ انہی علمی کاوشوں کی بدولت قرآن کا پیغام ہر دور کے انسان تک صحیح انداز میں پہنچتا رہا۔

قرآنِ مجید میں بہت سے اَحکام، واقعات، مثالیں اور اصول ایسے ہیں جنہیں صحیح طور پر سمجھنے کے لیے تفسیر کی ضرورت پیش آتی ہے۔علماء نے قرآن کی لغوی، نحوی، فقہی، اعتقادی اور تاریخی جہات کو واضح کیا، آیات کے شانِ نزول بیان کیے اور مشکل مقامات کی تشریح کی۔ اس طرح قرآن کو سمجھنا عام مسلمانوں کے لیے آسان ہوگیا۔خوش نصیب ہیں وہ اہل علم جنہیں قرآن وحدیث کی ہمہ جہت خدمات کا موقع نصیب ہوجائے۔

تفسیر ''کشف القرآن'' حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی دامت برکاتہم العالیہ کی تالیف ہے۔حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی زید مجدہم کی اب تک متعدد تالیفات وتصنیفات منظر عام پر آچکی ہیں۔آپ کی تالیفات میں ندرت، تازگی اور علم کی خوشبو رَچی بسی ہوتی ہے۔

آپ کا قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کے ساتھ طویل مدت سے شغف ہے، سال بھر تدریسی خدمت کے ساتھ رخصت کے ایام میں دورہ تفسیر قرآن کا اہتمام رہتا ہے۔بیس سے زائد مرتبہ آپ دورہ تفسیر پڑھا چکے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب تفسیر قرآن کی پہلی جلد ہے، جو سورہ فاتحہ تا سورۃ النساء پر محیط ہے۔آغاز میں تقریباً تین سو صفحات پر پھیلا مقدمہ 'علوم القرآن' ہے، جو بجائے خود مستقل تصنیف ہے۔اس مقدمہ میں خصوصیت کے ساتھ درج ذیل مباحث کو سمویا گیا ہے: اصول تفسیر وعلم تفسیر، تفسیر کے لیے ضروری علوم، تفسیر قرآن میں کوتاہیاں اور ان کی وجوہات، کتابت و تدوین قرآن، قرآن کریم کے سات حروف اور قراءتیں، شان نزول، سورۃ کی تحقیق، تحقیق آیات، ترتیب السور والآیات، منزلوں، پاروں اور رکوعات کی تقسیم، وحی کی اَقسام، ضرورت قرآن، اعجازِ قرآن، اصطلاحات القرآن، قرآنی احکام کے

بنیادی اصول، سلاسل سبعہ، اور کئی دیگر اہم، مفید اور لازمی موضوعات پر بالتفصیل بحث کی ہے۔ مقدمہ کے بعد سورہ فاتحہ سے تفسیر کا آغاز ہوتا ہے۔ تفسیر میں درج ذیل امور کا بطور خاص اہتمام کیا گیا ہے۔

ا۔ ہر سورت کے آغاز میں سورت کا پس منظر، ترتیب، تعارف، سورت کے اسماء، وُجوہ تسمیہ، اور فضائل وغیرہ ذکر کیے گئے ہیں۔

۲۔ ترجمہ آیات حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا لیا گیا ہے۔

۳۔ ترجمہ قرآن کریم کے اوپر کی سطر میں آیات کے مختلف جملوں اور کلمات کے مقاصد، اَغراض، تفسیری اشارے شامل ہیں۔

۴۔ رُکوعات قرآنیہ کا رکوع سابق سے ربط و تعلق بیان کیا گیا ہے۔ اکثر مقامات پر ایک سے زائد ربط بیان کیے گئے ہیں۔ ربط کی مذکورہ تقاریر عموماً حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے عربی رسالے ''سبق الغایات فی نسق الآیات''، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ، اور حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی تقاریر اور ان کیدرسی کاپیوں سے نقل کی گئی ہیں، جبکہ سورتوں کے ربط میں امام سیوطی رحمہ اللہ کے رسالے ''اسرار ترتیب القرآن'' سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

۵۔ ہر رکوع کے مضامین کا خلاصہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

انداز و اسلوب ایسا ہے کہ کہیں بھی طویل طویل بحثیں نہیں، نہ طویل قصے بیان کیے گئے ہیں بلکہ اکابر کے خالص علمی تفسیری خلاصہ جات کو اس طرح آسان اور عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ قاری کے دِل و دِماغ کو بہت کم الفاظ کے ساتھ اطمینان سے بھر دیتے ہیں۔

آپ اس تفسیر میں حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر، تلمیذِ شیخ الہند حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانوی قدس اللہ اسرارہم کے تفسیری نکات و معارف کے ذائقے جا بجا پائیں گے۔ تفسیر کے آغاز میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ اور شیخ حرم مکی مولانا محمد خیر محمد مکی الحجازی زید شرفہم کی قیمتی تقریظات بھی شامل ہیں۔ تفسیر ''کشف القرآن'' باطنی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری محاسن سے بھی آراستہ ہے۔ مضبوط جلد، قیمتی درآمدی کاغذ پر دورنگا طباعت، حسنِ ترتیب کا مرقع ہے۔ شنید ہے کہ مزید پانچ جلدیں تیار ہیں، اور طباعت کے مراحل میں ہیں۔

بلاشبہ حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب زید مجدہم نے اکابر کے قرآنی علوم و معارف کو پہلے اپنے اندر جذب کیا

، پھر اہل علم کے سامنے خوانِ نعمت کے طور پر پیش کیا ہے۔ تفسیر ’’کشف القرآن‘‘ علماء دیوبند کی نمائندہ تفسیرات میں گراں قدر اضافہ ہے۔ اس تفسیر سے علماء وطلبہ اور عامۃ المسلمین برابر استفادہ کر سکتے ہیں لیکن اس کی صحیح قدر دانی وہ اہل علم کر پائیں گے جو براہ راست ترجمہ وتفسیر قرآن کے اسباق سے منسلک ہیں۔

الحصن الاعظم اردو شرح الحزب الاعظم

تالیف: حضرۃ ملاعلی قاری رحمہ اللہ۔ ترجمہ: مولانا بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ۔ تحقیق وتخریج مع فضائل: ڈاکٹر ظفر نیاز ایم بی بی ایس۔ صفحات: 496۔ طباعت: عمدہ، دو رنگا ایڈیشن۔ قیمت: لکھی نہیں۔ ملنے کا پتا: المصباح اردو بازار لاہور۔ رابطہ نمبر: 04237124656

’’الحزب الاعظم‘‘ حضرت ملاعلی قاری رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔ یہ اَدعیہ ماثورہ کا مستند اور متداول مجموعہ ہے۔ امت کے ایک بڑے طبقے نے اوّل روز سے ہی اسے حرزِ جاں بنایا اور حضور ایزدی میں اپنی بے زبانی کو اِس مجموعے کے ذریعے زبان دی ہے۔ انسان جیسی عاجز مخلوق اپنے پروردگار کے سامنے اپنی عبدیت کا کیا حق ادا کر سکتی ہے؟! یہ تو اس کریم ذات کا بے پایاں کرم ہے کہ اپنے بندوں کو وہ الفاظ واسلوب عطا کیے جن کے ذریعے بندہ اپنے پروردگار کے حضور اپنی عبدیت کا اظہار کر سکے۔ اس رحیم وشکریم پروردگار نے اپنے محبوب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی پرنور دُعائیں القاء فرمائیں جو بندوں کے التہاب والتجا کے مناسب اور حضور کبریا کی شان وعظمت کے لائق ہیں۔

زیر تبصرہ مجموعہ جو تالیف ہے حضرت ملاعلی قاری حمہ اللہ کی، اس مجموعے میں شامل دعاؤں کا ترجمہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا۔ جناب مولانا ڈاکٹر ظفر نیاز صاحب نے سونے پہ سہاگہ کے مصداق حزب الاعظم کی تمام دعاؤں کی نہ صرف تحقیق وتخریج کی ہے بلکہ ثابت شدہ فضائل سے مزین کر کے ان دعاؤں کی شرح بھی لکھ دی ہے۔ یہاں بتاتے چلیں کہ مولانا ڈاکٹر ظفر نیاز صاحب محض ایم بی بی ایس ڈاکٹر نہیں ہیں۔ بلکہ دعوت وتبلیغ کے اور سلوک وارشاد کے میدانوں کے شناور بھی ہیں۔ اگرچہ اصطلاحی عالم نہیں لیکن شوق علم کے طفیل درس نظامی کی اکثر کتب روایتی انداز میں سبقاً سبقاً پڑھی ہیں۔ ڈاکٹر ظفر نیاز صاحب نے الحصن الاعظم میں اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ ان دعاؤں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس موقع، حال اور جس کیفیت میں پڑھا ان کا ذکر کیا ہے۔ جن صحابی نے وہ دعا سنی ان کا ذکر کیا ہے۔ ایک دعا جتنے صحابہ کرام سے مروی ہے ان سب کا ذکر کیا ہے۔ مذکور دعا کی صحت کی مکمل تحقیق کی گئی ہے، اسماء الرجال پر بھی بحث کی ہے۔ دعاؤں کی فضیلت پر جو اَحادیث وارد ہوئی ہیں انہیں درج کیا گیا ہے۔

اس مجموعے کی تیاری میں حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد حسن صاحب زید مجدہم کی

سر پرستی حاصل رہی۔ ہر دو حضرات نے اس پر نظر ثانی بھی فرمائی ہے۔آغاز میں رئیس المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ۔ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ، مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد رحمہ اللہ کی تقریظات شامل ہیں۔الحزب الاعظم پر جتنا عمدہ کام ہوا ہے ایسی عمدگی کے ساتھ جمالیاتی ذوق کا خیال رکھتے ہوئے معروف ادارہ طباعت ''المصباح'' نے شائع کیا ہے۔

سیرت اصحاب رسول

تالیف مولانا محمد ریاست نقش بندی،صفحات: 443۔طباعت مناسب۔ قیمت: لکھی نہیں۔ ملنے کا پتا: مولانا محمد ریاست۔رابطہ نمبر 03340091757

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ مقدس جماعت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کے لیے منتخب فرمایا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اعمال وکردار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پرتو تھے۔ان قدسی صفت کی نفوس کی زندگیوں کو پڑھنا اور اس سے سبق حاصل کر کے اپنے آپ کو ان کے مطابق ڈھالنا ایمانی تقاضا ہے۔مولانا محمد ریاست صاحب نے اس کتاب میں تقریباً سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات زندگی جمع کیے ہیں۔تاکہ لوگ ان حالات کو پڑھیں اور اپنے ظاہر و باطن کو ان کے مبارک کردار سے روشن کریں۔آغاز میں حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقش بندی رحمہ اللہ،مولانا الطاف الرحمن عباسی اور دیگر علماء کی تقریظات شامل ہیں۔

استاذ کا مقام

علم کے معنیٰ ہیں سیکھنا، جاننا، ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ اتنا کچھ سیکھ لے جس کی بدولت ترقی کی منازل طے کرتا چلا جائے۔علم حاصل کرنے کے دو مراحل ہیں: نظریہ تعلیم اور طریقہ تعلیم ......مطالعہ اور مشاہدہ سے نظریہ ترتیب پاتا ہے جب کہ طریقہ سے عملی طور پر نکھار پیدا ہوتا ہے۔مشاہدہ انسان کی شخصیت کی ابتدا ہے،اس سے انسان میں سوچ پیدا ہوتی ہے،سوچ انسان کے سیکھنے کی بنیاد بنتی ہے۔ہر انسان ماں کی گود سے مشاہدہ کے ذریعے سیکھنا شروع کر دیتا ہے،اس کے بعد اپنے اردگرد کے ماحول سے سیکھتا ہے اور پھر درسگاہ سے باقاعدہ علم حاصل کرتا ہے۔

معلم کا بہت بلند مقام اور مرتبہ ہے۔اس کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انما بعثت معلما'' کہ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا۔جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے باقی تمام شعبوں کے لئے عملی نمونہ دیا ہے، اسی طرح خود معلم بن کر معلم کو عزت اور مقام بخشا ہے۔حصول علم کے لئے ضروری ہے کہ معلم کی قدر کی جائے اور معلم کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مقام اور مرتبہ کو پہچانے ......صفہ کی درسگاہ پہلی اسلامی درسگاہ تھی،جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم وتربیت حاصل کرنے والی جماعت نے چاردانگ عالم میں اسلام کا بول بالا کر دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی تشکیلِ جدید	کلمۃ المدیر	۳
خطبہ صدارت	شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم	۷
اجماعی رائے کی اہمیت اورلزوم جماعت	حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم	۱۱
وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا شاندار ماضی اورروشن مستقبل	حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم	۱۸
قائدین وفاق کے بیانات	محمد احمد حافظ	۳۳
دینی مدارس کا حسن انتخاب	شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقیؒ	۴۱
دارالعلوم کراچی میں منعقدہ تاریخ ساز انتخابی اجلاس	مولانا عبدالقدوس محمدی	۴۸
شوراورشُوریٰ	مولانا محمد زبیر	۵۲
سیاستِ شرعیہ کا جدید وقدیم لٹریچر اورعلامہ عثمانی کی کتاب کا امتیاز	مولانا عبدالوہاب سلطان	۵۶
تبصرہ کتب	محمد احمد حافظ	۶۰

﴿مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں﴾

سالانہ بدل اشتراک

بیرون ملک امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک ۳۰ ڈالر- سعودی عرب، انڈیا اور متحدہ امارات وغیرہ ۲۳ ڈالر- ایران، بنگلہ دیش ۲۰ ڈالر-

اندرون ملک قیمت: فی شمارہ:40 روپے، زرسالانہ مع ڈاک خرچ:540 روپے